Wafat-i-Masih
by
Ahmad Kabir

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ

کہ یہ رسالہ مولوی علی رضا اور اُسکے ہم خیال لوگون پر اتمام حجت کے

لیے محض لضیحتاً للہ شایع کیا گیا ہے

رِسَالۂ ہٰذا موسُوم بہٖ

وفات مسیح ع

معروف بہ

ذوالفقار علی ع

(بجواب میان رضا علی صاحب)

از تالیف لطیف جناب مولوی احمد کبیر نور محمد [illegible]

مقیم شیوجین۔ لوربرہما

Written By Moulvi A.K. Noor Mahomed

Islamabadi Resident Shwegyin, L. Burma

ستمبر ۱۹۰۴ء

قاضی ابو المظفر مولا بخش رضوان ساکن نمبر ۵ امام باڑی لین قصائی ٹولہ کے

رضوی پریس واقع میں چھپا کلکتہ

بار اول ... جلد

جملہ حقوق محفوظ ہین

قیمت (۴)

براہین احمدیہ

اے خالق ارض و سما بر من درِ رحمت کشا — دانی تو آن درد مرا کز دیگران پنہان کنم

از بس لطیفے دلبرا در ہر رگ و تارم در آ — تا چون بجوید یا بہم ترا دل خوشتر از بستان کنم

در سر کشتی اے پاک خو جان بر کنم در ہجر تو — زانسان ہمی گریم کز دیک عالمگیر طوفان کنم

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رہ نما — خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن جانان کنم

برکات الدعا

روئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب — می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب

لیکن آن روئے حسین از خلقان ماند نہان — عاشقے باید کہ بردارد از بہرش نقاب

دامنِ پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست — ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

پس خطرناک ست راہ کوچۂ یارِ قدیم — جان سلامت بایدت از خود رہا بر بتاب

تا کلامش فہم و عقل ناسزایان کم رسد — ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب

مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حل شود — ذوق آن می داند آن مستی کہ نوشد آن شراب

اے کہ آگاہی ندادندت ز انوار درون — در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم — تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخمِ خراب

از دعا کن چارۂ آزار انکارِ دعا — چون علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب

اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست — سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرار قدرت ہائے حق — قصہ کوتہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب

حضورِ مقدس مفخر الموجودات اشرف المخلوقات جنابِ رسالت مآب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانمین عاشقانہ نظم

عجب نوریست در جانِ محمد	عجب لعلے ست در کانِ محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف	کہ گردد از محبانِ محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را	کہ روتابند از خوانِ محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شانِ محمد
خدا زان سینہ بیزارست صد بار	کہ ہست از کینہ دارانِ محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را	کہ باشد از عدوانِ محمد
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس	بیا در ذیل مستانِ محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت	بشو از دل ثناخوانِ محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمد ہست برہانِ محمد
سرے دارم فدائے خاکِ احمد	دلم ہر وقت قربانِ محمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	نثارِ روئے تابانِ محمد
درین رہ گر کشندم ور بسوزند	نتابم رو ز ایوانِ محمد
بکارِ دین نترسم از جہانے	کہ دارم رنگِ ایمانِ محمد
بسے سہلست از دنیا بریدن	بیادِ حسن و احسانِ محمد
فدا شد ہر رہش ہر ذرۂ من	کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمد
دگر استاد را نامے ندانم	کہ خواندم در دبستانِ محمد

بدیگر دلبرے کارے ندارم | کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ
مرا آن گوشۂ چشمے بباید | نخواہم جز گلستان محمدؐ
دل زارم بہ پہلویم مجوئید + | کہ بستیمش بدامان محمدؐ
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم | کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق + | فدایت جانم اے جان محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان درین راہ | نباشد نیز شایان محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را | کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
الا اے دشمن نادان بیراہ | بترس از تیغ بران محمدؐ
رہ مولےٰ کہ گم کردند مردم + | بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ | ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان ست | بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

مورخہ ۵- ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۶- جنوری ۱۹۰۵ء

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

ایھا الناظرون ارشدکم اللہ - آپ صاحبون پر واضح ہو کہ اس رسالہ کے لکھنے کی اسلیے ضرورت پیش آئی کہ منمضافات موالمین بمقام بیلوجنگ یعنے چوتجن باصرار فقیر جنت علی صاحب کے منجانب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عاجز خود مباحثہ مین گیا فریق ثانی کی طرف سے مباحث

مولوی علی رضا صاحب مقرر ہوے اُنکے ہمراہ مولوی خادم علی و میاں عبد الستار و میاں عنایت اللہ وغیرہ چند مُلا مولویان اور بھی حاضر ہوے۔

مولوی علی رضا صاحب اس بحث مین خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری قرآنی دلیلون کی تکذیب مین دروغ گوئی کو اپنا ہنر اور جھوٹی قسم کو اپنا فرض سمجھ لیا اسلیئے خدا نے مجھے اس کتاب کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ ع

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اے میرے برادران دین۔ علماء شرع متین۔ دیکھیئے اس شخص نے کس طرح کی بے ایمانی سے کام لیا ہے۔ عین بحث کے وقت جب مین دلائل قرآنیہ سے مسیح ابن مریم کی وفات کا ہونا ثابت کر رہا تھا اتنے مین مولوی علی رضا صاحب بار بار کہنے لگے قرآن شریف سے کوئی واسطہ نہین۔ کسی امام کے قول سے تو بتلایئے۔ عیسےٰ علیہ السلام کیونکر وفات پا گئے ہین۔ اب صاف معلوم ہوا مولوی صاحب قرآن شریف سے بالکل بے بہرہ اور لا ادراک ہین۔ لیکن عام فہم مین ان باتون کا کچھ بھی امتیاز نہین۔ جو کچھ وہ بکتے ہین۔ عوام الناس اُسے بہتر خیال کرتے ہین۔ جیسا کہ اوسوقت وہ سمجھانے لگے زمانۂ قدیم سے جو جو باتین ہوتی آتی ہین۔ وہ قرآن و حدیث کے مطابق ہین۔ افسوس آپکو علمیت کے جوش پر۔ ننا منا کے بنے بنوائے حقون کو آپ سماویہ کتاب سمجھتے ہین کیون نہو اب وہ مثل صادق آئی۔ ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ط ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ط لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق ٥ یعنے خداوند قدیر فرماتا ہی اور بعض لوگون مین سے جھگڑتا ہے بیچ خدا کے بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے

اور نہ کتاب روشن کے - موڑنے شانے اپنے کو تو کہ گمراہ کرے راہ خدا کی سی
واسطے اسکے دنیا مین رسوائی ہے - اور چکھا دینگے ہم اسکو دن قیامت کے عذاب
جلنے کا - کیا یہ آیت آپکی طرف استدلالت نہین کرتی ہے - غور نظر سے دیکھو - اے متعصب
مولوی تمام عوام کے بوجہ تیری گردن پر ہین - کیونکہ تمنے سراسر جہالت سے کام لیا
تمہاری فضول گوئیونکو - جہال صحیح سمجھے ہوے ہین - بر سر مجلس تم باربار کہتے رہے ہے
تم اُسی کی پیروی کرو - جو کہ اپنے باپ دادون کو پایا - کیا یہ ابوجہل والی بات نہین ہے
سنو خدا فرماتا ہے کہ واذا قیل لھم امنوا بما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا
علیہ اباءنا کہ جب اسنے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو وہ یہی کہتے ہین ہم اوسی
کی پیروی کرتے ہین جو اپنے باپ دادون کو پایا - پس وہ بہی اپنے بزرگون کے
اجماع کو ایسے ہی خیال سے واجب الاتباع جانتے تھے دوسری آیت مین خدا
فرماتا ہے کہ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کہ یہودیون
اور عیسائیون نے اپنے احبار اور رہبانون کو اپنا رب ٹھیرالیا ہے - حالانکہ
نہ کوئی یہودی نہ کوئی عیسائی کسی رہبان کو اپنا رب کہتا تہا - بلکہ انکی نسبت ایسا حسن ظن
عقیدہ رکھتے تھے جو وہ حلال کہہ دیتے اسکو حلال جانتے جو وہ حرام کہہ دیتے
اسکو حرام سمجھتے - اگر خدا کی کتاب پر اطمینان نہو تو فقہا اور علماء کے اقوال سنیئے - قال
الشعبی ما حدثوک ھولاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ بہ
وما قالوہ برائھم فالقہ فی الحشیش (ازالۃ الخفا) جو لوگ پیغمبر خدا کی طرف سے
کہین اُسنے تو لے لو اور جو اپنی طرف سے کہین اُسے پاخانہ مین ڈال دو جناب مولوی صاحب
اب تو بتائیے - آپکی تمام باتین پاخانہ مین ڈالنے کے قابل ہین یا نہین - مین نہایت
ہی افسوس کے ساتھہ ظاہر کرتا ہون - کہ آپکی عقل بالکل ماری گئی ہے - جب آپنے
بیان کیا - کہ چارون امام کا یہ مذہب ہے کہ عیسے علیہ السلام تاہنوز بجسد عنصری آسمان پر

زندہ ہین بہلا ایک امام کے قول سے تو ثابت کیجئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہین
ہرگز نہین۔ آپ سوچ سوچ کر مرجائین گے پہر بہی ثابت نہین کرسکین گے۔
خوب یاد رکہئے۔ کسی امام نے نہین کہا کہ مسیح ابن مریم مجسم آسمان پر چلے گئے
یہ آپکی حماقت ہے۔ قرآن مین آپکو دخل نہین وہان سے دبکے کہا کر امامون کے
حوالہ سے یہ جان بچانیکی تدبیر کی سوا اور کچہ نہین۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
کی شہادت کہ وہ کہتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہین۔ دیکہو۔
مجمع البحار جلد ۱۔ صفحہ ۸۶ مین۔ امام محمد طاہر گجراتی لکھتے ہین۔ والاکثران عیسیٰ
علیہ السلام لم یمت وقال مالک مات یعنے اکثر کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ
السلام نہین مرے۔ مالک کہتے ہین وہ مرگئے ہین۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی
شہادت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہین۔ اسکا ثبوت یون ہے کہ امام اعظم
کوفی علیہ الرحمہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہمعصر ہین۔ صرف دس برس عمر مین فرق ہے
حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۸۰ ہجری مین پیدا ہوے اور امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ سنہ ۹۰ مین پیدا ہوے اور جہان تک دیکہا جاتا ہے اکثر مسائل مین ان
ہر دو بزرگ کا بڑا اختلاف ہے حتیٰ کہ حرام و حلال تک نوبت پہونچی ہوئی ہے
مگر اس مسئلہ مین امام مالک برملا مسیح علیہ السلام کی موت کے قائل ہین اور
حضرت ابوحنیفہ وغیرہ خاموش ہین۔ یہ بات اہل اسلام مین مسلم ہے کہ جس امر پر
کوئی پیشوا مجتہد سکوت اختیار کرے گویا اُسکے نزدیک مسلم ہوتا ہے۔ ورنہ
مہمات دین مین سکوت کرنا معصیت مین داخل ہے۔ پس ظاہر ہے کہ حضرت
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو تقوے مین سب سے بڑہے ہوے تہے۔
سکوت کرنا اثبات پر مہر لگانا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہین
اور امام محمد و امام ابو یوسف اور احمد حنبل اور امام شافعی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم

سب کے سب سکوت کرتے ہین صاف معلوم ہوتا ہے - امام مالک کے متفق
ہین مولوی صاحب یہ تو فرمائیے کسی امام نے تعلیم دی تھی کہ عیسےٰ بن مریم علیہ السلام
مجسم آسمان پر چڑہ گئے - خواہ مخواہ کیون اماموں پر الزام لگاتے ہین - مجھے خوب
یقین ہوا آپ بحث مین آتے وقت اپنی عقل مبارک کو کہین گرو رکھکر آئے تھے
اور ایک بات یہ تھی کہ اسوقت آپنے بیان کیا تھا - صرف عیسےٰ علیہ السلام
کیون حضرت ادریس علیہ السلام بھی بغیر موت آسمان پر بجسد عنصری چڑہ گئے ہین
اور ہمیشہ وہان زندہ رہین گے - اس مجلس مین مولوی خادم علی صاحب بھی حاضر
تھے - افسوس اونھون نے بھی کوئی اعتراض نہین کیا - نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپکے
ہمراہ آئے تھے - شاید کہ ہم خیال بھی ہون گے - شاباش - شاباش خوب مولوی ہو
آپ پر تو کچھ افسوس نہین کرنا چاہیئے - کیونکہ آپ صرف متعصب نہین بلکہ اول
درجہ کے احمق بھی ہین - آپکو ابتک اتنی بھی خبر نہین (کل نفس ذائقة الموت)
وجہ ضروری موت جو ہر ایک انسان کے لیے ایک لازمی امر ہے یہ تجویز کرنا
پڑے گا یا تو وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہو جائین یا زمین مین آکر فوت ہو جائین
مگر یہ دونون شق ممتنع ہین کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے
بعد پھر خاک ہی مین داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف عود کرتا ہے - اور
خاک ہی سے حشر ہوگا - اور ادریس کا پھر زمین مین آنا اور آسمان سے دوبارہ
نازل ہونا - قرآن و حدیث سے ثابت نہین - بلکہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے
ورفعناہ مکانا علیا - یعنے ادریس کی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -
ہمنے ادریس کو موت دیکر مکان بلند مین پہونچا دیا - کچھ شک نہین - بغیر موت اگر
آسمان پر چڑہ گئے تو اونکی موت کب ہوگی - بتلائیے - کیا آپ سے جواب
بن پڑے گا - ہرگز نہین -

آپکی جہالت خوب ثابت ہوئی - آپکے قصور فہم اور کم علمی کی یہی پوری گواہی ہے
اگر سوچین تو یہ بھی آپکے لیئے ایک عظیم عذاب ہے - واہ واہ مولوی صاحب
جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے - جبکہ آپکو اتنی ہی واقفیت نہین -
ایسا شخص اہل علم کے نزدیک مولوی کہلانا یہ ڈہکوسلا ہینا ہے یا نہین غور
فرماوین - مولویصاحب افسوس صد افسوس کہ تعصب کے جوش نے آپکی
کہان تک نوبت پہونچادی ہے کہ آپکی نظر مین قرآنی واقعات عام لوگون کے
مزخرفات کے برابر ہوگئے ایسی باتین جن کو لوگ بے ٹہکانا - اور بے بنیاد
اپنے دیوتاؤنکی نسبت سیکڑون یا ہزارون ابہام باتون کو حق سمجھکر انکا سلسلۂ
متواترہ کو معتبر طور پر پہونچاتے ہین بلکہ سراسر وہ مخلوق پرستون کے مفتریات
ہوتے ہین جن کے ساتھہ کوئی روشن دلیل نہین ہوتی جیسا کہ اکثر ہنود کہتے ہین
کہ مہادیوجی کی لٹون سے گنگا نکلی - بیشک اصل بات تو اسی طرح ہے کہ
مہادیوجی کی لٹون سے گنگا نکلنے کی بات محض فسانہ ہے - اسی طور سے آسمان پر
عیسے علیہ السلام بجسد عنصری چلاجانا - یہ ایک بے سروپا مسئلہ ہے جسطرح
عظیم الشان دریا گنگا کا شیوجی کی لٹون سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے اُسیطرح
مع الجسد مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا برخلاف سنت اللہ ہے اور مخالفت
قرآن وحدیث کی بھی ہے -

برخلاف نص یہ کیسا جوش ہے	سوچکر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے
ہے تعجب آپکے اس جوش پر	فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
مولویصاحب یہی توحید ہے	سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے
کیا یہی تعلیم فرقان ہے بھلا	کچھ تو آخر چاہیئے خوفِ خدا
کیون نظر آتا نہین راہِ صواب	پڑ گئے کیسے یہ آنکھون پر حجاب

مولویصاحب ذرا سوچکر تو دیکھیئے آپ انصاف سے سو کوس دور جا پہونچ چکے ہین آپنے قسم کہا کر کہدیا کہ عیسے علیہ السلام جسم خاکی کے ساتہہ آسمان پر چڑہ گئے اور وہ آجتک زندہ ہین۔ واہیات زبانی جالاکیون سے آپ آجتک مجسم آسمان پر ٹہیراتے ہین۔ یا آپکے پاس کوئی دلیل بہی ہے۔ اگر ہو تو پیش کرین۔

قرآن شریف سے تو آپ بے خبر ہین۔ کوئی حدیث ایک ایسی دکہلاؤ کہ جو صحیح ہو۔ اور جو مسیح کا خاکی جسم کے ساتہہ آسمان پر اُٹہایا جانا اور ابتک آسمان پر زندہ ہونا۔ ثابت کرتی ہو اور تواتر کی حدتک پہونچی ہو۔ اور اس مقدار تبوتک پہونچ گئی ہو۔ جو عند العقل مفید یقین قطعی ہو جاوے اور صرف شک کی حدتک محدود نہ رہے آپ جانتے ہین کہ اسرافیل کی پہلے پہونک تک اگر تلاش کر کے حیران و پریشان ہو جائین۔ تب بہی آپ کوئی دلیل قطعی پیش کرنے سے محروم رہجائینگے۔

بہتر ہے کہ فضولی کو تین طلاق دیکر حق کی طرف رجوع کرلین۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

یاروخودی سے باز بھی آؤ گے یا نہین	خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہین
باطل سے میل دل کے ہٹاؤگے یا نہین	حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہین
کب تک رہوگے ضد و تعصب مین ڈوبتے	آخر قدم بصدق اوٹھاؤ گے یا نہین
کیونکر کروگے رد جو محقق ہے ایک بات	کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہین
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب	پھر بھی یہ مُنہ جہان کو دکہاؤ گے یا نہین

مولوی علی رضا صاحب اور اُنکے ہم خیال مولویصاحبان۔

لیجئے قرآن شریف کی یہ وہ تیس آیات ہین۔

جن سے مسیح ابن مریم کی وفات کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(١) پہلی آیت - یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یعنے اے عیسے مین تجھے وفات دینے والا ہون اور پہر عزت کے ساتھ اپنی طرف اوٹھانیوالا ہون - اور کافرون کی تہمتون سے پاک کرکے تیرے متبعین کو تیرے منکرین پہ قیامت تک غلبہ دینے والا ہون -

(٢) دوسری آیت - جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کر رہی ہے یہ ہے

بل رفعہ اللہ الیہ -

یعنے مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوکر نہین مرے - جیساکہ عیسائیون اور یہودیون کا خیال ہے - بلکہ خدائے تعالے نے عزت کے ساتھ اوسکو اپنی طرف اوٹھالیا - جاننا چاہیئے - کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو - جیساکہ دوسری آیت اسپر دلالت کرتی ہے -

ورفعناہ مکانا علیّا -

یہ آیت حضرت ادریس کے حق مین ہے اور کچھ شک نہین کہ اس آیت کے یہ معنے ہین - کہ ہمنے ادریس کو موت دیکر مکان بلند مین پہونچادیا - لہذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد موت ہے جو کہ مقربین کے لیئے ہوتی ہے کہ بعد موت انکی روحین علیین تک پہونچائی جاتی ہین - فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر -

(٣) تیسری آیت جو حضرت عیسے ابن مریم کے مرنے پر کہلی کہلی گواہی دے رہی ہے -) یہ ہے -

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم -

یعنے جب تونے مجھے وفات دی تو تو ہی اونپر نگہبان تہا - چونکہ تمام قرآن شریف

ہین توفی کے معنے یہ ہین کہ روح کو قبض کرنا - اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا - جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے - کہ -

قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم -

پھر فرماتا ہے - ولکن اعبد اللہ الذی یتوفٰکم - اور پھر فرماتا ہے - حتی یتوفٰھن الموت - پھر فرماتا ہے - حتی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم - اور پھر فرماتا ہے - توفتہ رسلنا - ایسا ہی قرآن شریف کے تیئیس ۲۳ مقام ہین برابر توفی کے معنے اماتت اور قبض روح ہے -

لیکن افسوس کہ بعض علما نے محض الحاد اور تحریف کی رو سے اس جگہ توفیتنی سے مراد رفعتنی لیا ہے - اور اسطرف ذرا خیال نہین کیا - کہ یہ معنے نہ صرف لغت کے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ہین - پس یہی تو الحاد ہے کہ جن خاص معنون کا قرآن کریم نے اول سے آخر تک التزام کیا ہے - اُن کو بغیر کسی قرینہ قویہ کے ترک کر دیا گیا ہے - توفّی لفظ نہ صرف قرآن کریم مین بلکہ جا بجا احادیث نبویہ مین بھی وفات دینے اور قبض روح کے معنون پر ہی آتا ہے - چنانچہ جب مین نے غور سے صحاح ستہ کو دیکھا تو ہر ایک جگہ جو توفّی کا لفظ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلا ہے - یا کسی صحابی کے مُنہ سے تو - انہین معنون مین محدود پایا گیا - مین دعوے سے کہتا ہون - کسی ایک صحیح حدیث مین بھی کوئی ایسا توفّی کا لفظ نہین ملے گا جسکے کوئی اور معنے ہون - مین نے معلوم کیا ہے کہ اسلام مین بطور اصطلاح کے قبض روح کے لیے یہ لفظ مقرر کیا گیا ہے - تا روح کی بقا پر دلالت کرے - افسوس کہ بعض علما جب دیکھتے ہین کہ توفّی کے معنے حقیقت مین وفات دینے کے ہین تو پھر یہ دوسری تاویل پیش کرتے ہین کہ آیت فلما توفیتنی مین جس توفّی کا

ذکر ہے وہ حضرت عیسے کے نزول کے بعد واقع ہوگا لیکن تعجب کہ وہ اسقدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا بہی شرم نہین کرتے وہ نہین سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے واذ قال اللہ یا عیسے ابن مریم ء انت قلت للناس الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اُسکے اول اِذْ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تہا نہ زمانہ استقبال کا اور پہر ایسا ہی جواب حضرت عیسے کیطرف سے ہے یعنے فلما توفیتنی وہ بہی بصیغۂ ماضی ہے اور اس قصہ سے پہلے جو بعض دوسرے قصے قرآن کریم مین اسی طرف سے بیان کئے گئے ہین وہ بہی انہین معنون کے موئد ہین مثلاً یہ قصہ۔ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ کیا اسکے یہ معنے کرنے چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کسی استقبال کے زمانہ مین ملائکہ سے ایسا سوال کریگا۔ ماسوا اسکے قرآن شریف اس سے بہرا پڑا ہے اور حدیثین بہی اسکی مصدق ہین کہ موت کے بعد قبل از قیامت بہی بطور باز پرس سوالات ہوا کرتے ہین۔

(۴) چوتہی آیت جو مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ آیت ہے۔ کہ ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

یعنے اور کوئی نہین اہل کتاب سے البتہ ایمان لاویگا اپنی موت سے پہلے اور طبعی موت مسیح کی۔ انشاء اللہ تعالےٰ دوسری فصل مین آیت بالا کی نسبت مین کہلے کہلے طور پر بیان کرونگا۔

(۵) پانچوین یہ آیت ہے۔

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام۔ یعنے مسیح صرف ایک رسول ہے اُس سے

پہلے نبی فوت ہو چکے ہین - اور ماں اوسکی صدیقہ ہے جب وہ دونون زندہ تھے
تو طعام کہایا کرتے تہے یہ آیت بہی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے - کیونکہ
اس آیت مین بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسے اور اُنکی والدہ مریم طعام
نہین کہاتے ہان کسی زمانہ مین کہایا کرتے تہے - جیسا کہ (کانا) کا لفظ اسپر دلالت
کر رہا ہے - جو حال کو چہوڑ کر گذشتہ زمانہ کی خبر دیتا ہے - اب ہر ایک شخص سمجہ
سکتا ہے کہ حضرت مریم طعام کہانیسے اسیوجہ سے روکی گئین کہ وہ فوت ہو گئین
اور چونکہ کانا کے لفظ مین جو تثنیہ کا صیغہ ہے حضرت عیسٰی بہی حضرت مریم کے
ساتہہ شامل ہین اور دونون ایک ہی حکم کے زیر داخل ہین لہذا حضرت مریم کی موت
کے ساتہہ اُنکی موت بہی ماننی پڑی - کیونکہ آیت موصوفہ بالا مین یہ بیان نہین کیا گیا
کہ حضرت مریم تو بوجہ موت طعام کہانے سے روکے گئے - لیکن حضرت ابن مریم
کسی اور وجہ سے - اور جب ہم اس آیت مذکورہ بالا کو اس دوسری آیت کے
ساتہہ ملا کر پڑہین - کہ -
ما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعام - جسکے یہ معنے ہین کہ کوئی ہمسے
ایسا جسم نہین بنا یا کہ زندہ تو ہو مگر کہانا نہ کہاتا ہو تو اس یقینی اور قطعی نتیجہ تک
ہم پہونچ جائینگے کہ فی الواقع حضرت مسیح فوت ہو گئے - کیونکہ پہلی آیت سے
ثابت ہو گیا کہ اب وہ کہانا نہین کہاتے - اور دوسری آیت بتلا رہی ہے -
کہ جبتک یہ جسم خاکی زندہ ہے طعام کہانا اسکے لیئے ضروری ہے اس سے
قطعی طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہین ہین -

(۶) چہٹی یہ آیت ہے - وما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعام
اس آیت کا پہلی آیت کے ساتہہ بیان ہو چکا ہے - اور در حقیقت یہی اکیلی آیت
کافی طور پر مسیح کی موت پر دلالت کر رہی ہے - کیونکہ جبکہ کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے

نہین رہ سکتا یہی سنت اللہ ہے تو پہر حضرت مسیح کیونکر اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہین - اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنے سنت اللہ مین ہرگز تبدیلی نہین ہوسکتی ہے - اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب کہف بہی تو بغیر طعام کے زندہ موجود ہین تو مین کہتا ہون کہ انکی زندگی بہی اس جہان کی زندگی نہین مسلم کے حدیث سو برس والی انکو بہی مار چکی ہے بیشک ہم اسبات پر ایمان رکہتے ہین کہ اصحاب کہف بہی شہدا کی طرح زندہ ہین - انکی بہی کامل زندگی ہے مگر وہ دنیا کی ایک ناقصہ کثیفہ زندگی سے نجات پا گئے ہین دنیا کی زندگی کیا چیز ہے اور کیا حقیقت ایک جاہل اسی کو بڑی چیز سمجہتا ہے اور ہر ایک قسم کی زندگی کو جو قرآن شریف مین مذکور و مندرج ہے اسیکی طرف گہسیٹتا چلا جاتا ہے وہ یہ نہین خیال کرتا کہ دنیوی زندگی تو ایک ادنے درجہ کی زندگی ہے - جسکے ارذل حصے سے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی پناہ مانگی ہے اور جسکے ساتہہ نہایت غلیظ اور مکروہ لوازم لگے ہوے ہین اگر ایک انسان کو اس سفلی زندگی سے ایک بہتر زندگی حاصل ہو جائے اور سنت اللہ مین فرق نہ آوے تو اس سے زیادہ اور کونسی خوبی ہے -

(۷) ساتوین آیت یہ ہے -

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک نبی ہین - ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہین اب کیا اگر وہ بہی فوت ہو جائین یا مارے جائین تو انکی نبوت مین کوئی نقص لازم آئیگا - جس کی وجہ سے تم دین سے پہر جاؤ - اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لیے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیون مین سے پیش کرو جو آجتک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے

کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہین - تو پہر یہ دلیل جو خدائے تعالےٰ نے پیش کی صحیح نہین
ہوگی - نعوذ باللہ من ذالک - یہ خیال لغو ہے - کیونکہ وہ عظیم الشان آیت ہے
جسپر ایک لاکہہ چوبیس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اجماع کر کے اقرار کیا تہا - کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب نبی فوت ہو چکے ہین - دیکہو بخاری شریف
جلد اول صفحہ ۵۷۳ - کما جاء فی الاحادیث لما قبض رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فلما خاجہم بعمر وھو
یقول ما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا یموت حتّے
یقتل اللہ المنافقین فقال ایھا الرجل اربع علے نفسک فان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قد مات الم تسمع انک میت وانھم میتون
وقال وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون
ثم تلاء وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علےٰ اعقابکم ط بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے
مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہین - کل صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ سب انبیاء
جنمین مسیح بہی شامل ہین - فوت ہو چکے ہین - اگر مجسم آسمان پر ہوتے - تو پہر
کیون کسی نے اعتراض نہ کیا -

(۸) آٹھوین یہ آیت ہے - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت
فھم الخالدون ط یعنے اے محمدؐ ہمنے تجہسے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ
اور ایک حالت پر رہنے والا نہین بنایا - پس کیا اگر تو مرگیا - تو یہ لوگ باقی رہجائینگے
اس آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت اللہ کے نیچے داخل ہین اور
کوئی موت سے بچا نہین - اور نہ آیندہ بچیگا - اور لغت کی رو سے خلود کے مفہوم
مین یہ بات داخل ہے - کہ ہمیشہ ایک ہی حالت مین رہے - کیونکہ تغیر موت اور زوال

کی تمہید ہے۔ پس نفی خلود سے ثابت ہوا۔ کہ زمانہ کی تاثیر سے ہر ایک شخص کی موت
کیطرف حرکت ہے اور پیرانہ سالی کیطرف رجوع اور اس سے مسیح ابن مریم کا
بوجہ امتداد زمانہ اور شیخ فانی ہو جانیکی باعث سے فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے
(۹) نوین آیت۔ تلک امۃ قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم
ولا تسئلون عما كانوا يعملون ط یعنے اسوقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہین
یہ ایک گروہ تھا۔ جو فوت ہوگیا اُنکے اعمال اُنکے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے
لیے اور ان کے کامون سے تم نہین پوچھے جاؤ گے۔
(۱۰) دسوین آیت۔ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ اسکی
استدلالت بھی مسیح کی موت پر ہے کیونکہ خدا جل شانہ فرماتا ہے نماز پڑھتا رہ
اور زکوٰۃ دیتا رہ جبتک تو زندہ ہے اب ظاہر ہے کہ ان تمام تکلیفات شرعیہ
کا آسمان پر بجا لانا محال ہے اور جو شخص مسیح کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ
زندہ مع جسدہ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا اُسکو اس آیت موصوفہ بالا کی منشاء کے
موافق یہ بھی ماننا پڑے گا کہ تمام احکام شرعیہ انجیل اور توریت کی رو سے حضرت
مسیح پر اب بھی واجب ہین حالانکہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے عجیب بات ہے
کہ خدائے تعالے نے ایکطرف یہ حکم دیوے کہ اے عیسےٰ۔ وبرا بوالدتی یعنے
جبتک زندہ ہے تجھ پر واجب ہے کہ تو اپنی والدہ کی خدمت کرتا رہ اور پھر
آپ ہی اُسکے زندہ ہونیکی حالتمین اُسکو والدہ سے جدا کر دیوے۔
اور تا بحیات زکوٰۃ کا حکم دیوے اور پھر زندہ ہونیکی حالتمین ہی ایسی جگہ پہونچا وے
جسجگہ نہ وہ زکوٰۃ دیسکتے ہین اور نہ زکوٰۃ کے لئے کسی دوسرے کو نصیحت کر سکتے
ہین۔ اور صلوٰۃ کے لئے تاکید کرے اور جماعت مومنین سے دور پھینک
دیوے جنکی رفاقت صلوٰۃ کی تکمیل کے لئے ضروری تھی۔ کیا ایسے اُٹھانے

جانے سے بجز بہت سے نقصان عمل اور ضایع ہونے حقوق عباد اور فوت ہونے خدمت امر معروف اور نہی منکر کے کچھ اور بہی فائدہ ہو۔ اگر یہ اُنیس سو چار ۱۹۰۴ سال زمین پر زندہ رہتے تو انکی ذات جامع البرکات سے کیا کیا نفع خلق اللہ کو پہونچتا لیکن انکے اوپر تشریف لیجانے سے بجز اسکے اور کون سا نتیجہ نکلا کہ انکی امت بگڑ گئی اور وہ خدمات نبوت کے بجالانے سے بکلی محروم رہ گئے۔
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی نبی زندہ موجود بہی ہو اور خدائے تعالے نے اُنکو خدمات نبوت سے محروم رکہا ہو۔
حاصل کلام یہ ہے کہ فوت ہو جاتے ہیں۔ ان تعلقات ارضیہ اور احکام شرعیہ سے درکنار کیا جاتا ہے۔ اب کوئی عقلمند کی زبان سے مسیح ابن مریم کی بابت سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کوئی کلمہ نکلسکتا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار
(۱۱) گیارہوین آیت۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الے ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ اس آیت مین خدائے تعالے فرماتا ہے کہ سنت اللہ ؐ دو ہی طرح سے تمپر جاری ہے۔ بعض تم مین سے عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہین۔ اور بعض عمر طبعی کو پہونچتے ہین۔ یہان تک ارذل عمر کی طرف رد کئے جاتے ہین اور اُس حد تک نوبت پہونچتی ہے کہ بعد علم کے نادان محض ہو جاتے ہین۔ یہ آیت بہی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اگر زیادہ عمر پاوے تو دن بدن ارذل عمر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ یہان تک کہ بچے کی طرح نادان محض ہو جاتا ہے اور پہر مر جاتا ہے۔
(۱۲) بارہوین آیت یہ ہے۔
ولکم فی الارض مستقر ومتاع الے حین ط یعنے تم اپنے

جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہوگے - یہانتک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کرکے مرجاؤ گے یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر جانے سے روکتی ہے - کیونکہ حکم جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے - کہ جسم خاکی آسمان پر جانہین سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا اور زمین مین رہے گا - اور زمین مین ہی داخل ہوگا -

(۱۳) تیرہوین آیت یہ ہے -

قال فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون ط یعنے زمین ہی مین تم جیوگے اور زمین ہی مین تم مروگے اور زمین ہی سے تم قیامت کے دن اُٹھوگے ط

جیساکہ تفسیر تنویر المقیاس جلد ۲ صفحہ ۸۶ - قال فیها فی الارض - تحیون تعیشون وفیها فی الارض تموتون ومنها من الارض تخرجون یوم القیامة ط

ترجمہ - زمین ہی پر تمہاری زندگی ہے اور زمین ہی پر تمہاری موت ہے - اور زمین ہی سے تم قیامت کے دن نکالے جاؤگے - جب اور تفسیر دیکھتے ہین تو یہی مضمون نظر آتا ہے - تفسیر مدارک جلد ۲ صفحہ ۹۵ - قال فیها تحیون فی الارض وفیها تموتون ومنها تخرجون للثواب والعذاب تخرجون ط

ترجمہ - زمین مین ہی تمہاری زندگی اور اُسی مین تمہارا مرنا اور اُسی مین سے تم ثواب یا عذاب کے لیے نکالے جاؤگے -

اس آیت سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ انسان کسی صورت مین زمین چھوڑ کر کسی اور جگہ نہ جاسکتا ہے - نہ زندہ رہ سکتا ہے - بلکہ اسی مین اوسکو مرنا ہوتا ہے -

(۱۴) چودہوین آیت یہ ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق یعنے جسکو ہم زیادہ عمر دیتے ہین تو اوسکی پیدایش کو الٹا دیتے ہین۔ یعنے انسانیت کی طاقتین اور قوتین اوس سے دور ہوجاتی ہین۔ حواس مین اُسکے فرق آجاتا ہے عقل اوسکی زائل ہوجاتی ہے۔ اب اگر مسیح ابن مریم کی نسبت فرض کیا جائے کہ ابتک جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہین۔ تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ ایک مدت دراز سے انکی انسانیت کے قوئے مین بکلی فرق آگیا ہوگا۔ اور یہ حالت خود موت کو چاہتی ہے۔ اور یقینی طور سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مدت سے وہ مر گئے ہونگے

(۱۵) پندرہوین یہ آیت ہے۔

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ ط یعنے خدا وہ خدا ہے جسنے تمہین ضعف سے پیدا کیا پہر ضعف کے بعد قوت دیدی پہر قوت کے بعد ضعف۔ اور پیرانہ سالی دی۔ یہ آیت بہی صریح طور پر اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ کوئی انسان اس قانون قدرت سے باہر نہین اور ہر ایک مخلوق اس محیط قانون مین داخل ہے کہ زمانہ اسکی عمر پر اثر کررہا ہے یہانتک کہ تاثیر زمانہ کی اثر کرتا ہوا پیری کو جا پہونچتا ہے۔ اور پہر مرتا ہے۔

(۱۶) سولہوین یہ آیت ہے۔

انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط به نبات الارض مما یاکل الناس والانعام ط الخ۔

یعنے اس زندگی دنیا کی مثال یہ ہے۔ کہ جیسے اُس پانی کی مثال ہے۔ جسکو ہم آسمان سے اُتارتے ہین۔ پہر زمین کی روئیدگی اُس سے ملجاتی ہے پہر وہ روئیدگی بڑہتی اور پہولتی ہے۔ اور آخر کاٹی جاتی ہے یعنے کہیتی کیطرح

انسان پیدا ہوتا ہے اول کمال کیطرف رخ کرتا ہے۔ پہر اوسکا زوال ہوتا جاتا ہے۔ کیا اس قانون قدرت سے مسیح کو باہر رکہا گیا ہے۔

(۱۷) سترہوین آیت۔

ثم انکم بعد ذالک لمیتون ط (الجزء نمبر ۱۸ سورۃ المومنون)

یعنے اول رفتہ رفتہ خدائے تعالےٰ تمکو کمال تک پہونچاتا ہے۔ اور پہر تم اپنا کمال پورا کرنیکے بعد زوال کیطرف میل کرتے ہو یہانتک کہ مرجاتے ہو یعنے تمہارے سیلئے خدائے تعالےٰ کیطرف سے ہی قانون قدرت ہے۔ کوئی بشر اس سے باہر نہین۔

اے خداوند قدیر اپنے اس قانون قدرت کے سمجہنے کے لیئے ان لوگون کو بہی آنکہہ بخش جو مسیح ابن مریم کو اس سے باہر سمجہتے ہین۔

(۱۸) اٹھارہوین آیت۔

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماءً فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہٖ زرعًا مختلفا الوانہ ثم یھیج فترٰہ مصفرا ثم یجعلہ حطامًا ان فی ذالک لذکرٰی لاولی الالباب۔

ان آیات مین بہی مثال کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ کہ انسان کہیتی کیطرح رفتہ رفتہ اپنی عمر کو پورا کر لیتا ہے۔ اور پہر مرجاتا ہے۔ (الجزء نمبر ۲۳ سورۃ الزمر)

(۱۹) اُنیسوین آیت یہ ہے۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ط (الجزء نمبر ۱۸۔ سورۃ الفرقان)

یعنے ہمنے تجہہ سے پہلے جسقدر رسول بہیجے ہین وہ سب کہانا کہایا کرتے تہے

اور بازارون مین پہرتے تہے۔اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب
اب وہ تمام نبی نہ کہانا کہاتے ہین اور نہ بازارون مین پہرتے ہین اور پہلے ہم
بنص قرآنی ثابت کر چکے ہین کہ دنیوی حیات کے لوازم مین سے طعام
کا کہانا ہے۔ سو۔ چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہین کہاتے لہذا اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہین جنمین بوجہ کلمہ حضرت مسیح
بہی داخل ہین۔

(۲۰) بیسوین آیت یہ ہے۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون
اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ط۔
(الجزء نمبر ۱۴۔سورۃ النحل)

یعنے جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہین وہ کوئی چیز پیدا
نہین کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہین مر چکے ہین زندہ بہی نہین ہین اور
نہین جانتے کہ کب اٹہائے جائینگے دیکہو یہ آیتین کسقدر صراحت سے مسیح
اور ان سب انسانون کی وفات پر دلالت کر رہی ہین۔
جنکو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹہیراتے تہے
اور اُنسے دعائین مانگتے تہے۔
اگر اب بہی آپ لوگ مسیح ابن مریم کے وفات کے قایل نہین ہوتے تو سیدہے
کیون نہین کہدیتے کہ ہمین قرآن کریم کے ماننے مین کلام ہے۔
قرآن کریم کی آیتین سُنکر پہر وہین ٹہہر نہ جانا کیا ایمان دارون کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسوین آیت یہ ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ط

یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے - مگر وہ
رسول اللہ ہے - اور ختم کرنے والا نبیون کا - یہ آیت بہی صاف دلالت کر رہی
ہے - کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا مین نہین
آئے گا -

پس اس سے بہی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ
دنیا مین آ نہین سکتے -

کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت مین
یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے - اور ابھی
ثابت ہو چکا ہے - کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے -

اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے - کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہین
آئے گا - اور یہ امر خود ملتزم - اسبات کا ہے کہ وہ مرگیا - اور یہ خیال
کہ پہر وہ موت کے بعد زندہ ہوگیا -

مخالف کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتا - کیونکہ اگر وہ زندہ بہی ہوگیا - تاہم
اسکی رسالت جو اُسکے لیئے لازم غیر منفک ہے - اُسکے دنیا مین
آنے سے روکتی ہے -

(۲۲) بائیسوین آیت یہ ہے -

فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

یعنے اگر تمہین ان بعض امور کا علم نہو جو تم مین پیدا ہون تو اہل کتاب کیطرف
رجوع کرو - اور اُنکی کتابون کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر
منکشف ہوجاوے -

سو جب ہم نے موافق حکم اس آیت کے اہل کتاب - یعنے یہود اور نصاریٰ

کی کتابون کی طرف رجوع کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ کیا اگر کسی نبی گذشتہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہو تو وہی آجاتا ہے۔ یا ایسی عبارتون کے کچھ اور معنے ہوتے ہین۔

تو معلوم ہوا کہ اسی امر متنازعہ فیہ کا ہم شکل ایک مقدمہ حضرت مسیح ابن مریم آپ ہی فیصل کر چکے ہین۔ اور اُن کے فیصلہ کے ساتھہ وناقۃ اللّٰہ فی ھذہ الزمان وکلیم اللّٰہ فی الدوران شمس الھدیٰ وبدر الدجےٰ صاحب ملکۃ الملکیہ ومھبط قوۃ القدسیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسلم موعود ومھدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتفاق ہے (دیکہو کتاب سلاطین وکتاب ملاکی نبی اور انجیل)۔ جو ایلیا کا دوبارہ آنا آسمان سے اُترنا کس طور سے حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے۔

اور عیسےٰ علیہ السلام کے نزول ثانی۔ یعنے دوبارہ آنیکی بابت جو کہ حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ وہ حق ہین۔

(دیکہو کتاب ازالۂ اوھام + اور توضیح المرام اور آئینۂ کمالات)

(۲۳) تیئیسوین آیت یہ ہے۔

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الے ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنے اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ تو اُس سے راضی اور وہ تجہہ سے راضی۔ پہر یاس کے بعد میرے ان بندون مین داخل ہو جا جو دنیا کو چہوڑ گئے ہین۔ اور میری بہشت کے اندر آ۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے - کہ انسان جب تک فوت نہو جاوے گذشتہ لوگون کی جماعت مین ہرگز داخل نہین ہو سکتا لیکن معراج کی حدیث سے جسکو بخاری نے بہی اپنی صحیح مین لکھا ہے -

ثابت ہوگیا ہے - کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت شدہ نبیونکی جماعت مین داخل ہین لہذا حسب دلالت صریحہ اس نص کے مسیح ابن مریم کا فوت ہوجانا - ضروری طور پر ماننا پڑا - امنا بکتاب اللہ القرآن الکریم وکفرنا بکل ما یخالفہ - یاایہا الناس - اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء - قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور - فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ -

(۲۴) چوبیسوین آیت یہ ہے -

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ط

اس آیت مین اپنا قانون قدرت یہ بتلاتا ہے - کہ انسان کی زندگی مین صرف چار واقعات ہین - پہلے وہ پیدا کیا جاتا ہے پہر تکمیل اور تربیت کے لئے روحانی اور جسمانی طور پر رزق مقسوم اُسے ملتا ہے پہر اوسپر موت وارد ہوتی ہے پہر وہ زندہ کیا جاتا ہے -

اب ظاہر ہے کہ ان آیات مین کوئی کلمہ استثنائی نہین جسکی رو سے مسیح کے واقعات خاصہ باہر رکہے گئے ہون -

حالانکہ قرآن کریم اول سے آخر تک یہ التزام رکہتا ہے کہ اگر کسی واقعے کے ذکر کرنے کے وقت کوئی فرد بشر باہر نکالنے کے لائق ہو تو فی الفور اُس قاعدہ کلیہ سے اُسکو باہر نکال لیتا ہے یا اوس کے واقعات خاصہ

بیان کردیتا ہے۔

(۲۵) پچیسوین آیت یہ ہے۔

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ط

یعنے ہر ایک چیز جو زمین مین موجود ہے۔ اور زمین سے نکلتی ہے وہ معرض فنا مین ہے یعنے دم بدم فنا کی طرف میل کر رہی ہے۔

مطلب یہ کہ ہر ایک جسم خاکی کو نابود ہونے کی طرف ایک حرکت ہے اور کوئی وقت اُس حرکت سے خالی نہین وہی حرکت بچہ کو جوان کر دیتی ہے۔ اور جوان کو بڈہا اور بڈہے کو قبر مین ڈال دیتی ہے اور اس قانون قدرت سے کوئی باہر نہین خدائے تعالےٰ نے فانٍ کا لفظ اختیار کیا یعنی۔ نہین کہا تا معلوم ہو کہ فنا ایسی چیز نہین کہ کسی آیندہ زمانہ مین ایک دفعہ واقع ہوگی بلکہ سلسلہ فنا کا۔ ساتہہ ساتہہ جاری ہے

لیکن ہمارے مولوی یہ گمان کر رہے ہین کہ مسیح ابن مریم اسی فانی جسم کے ساتہہ جس مین بموجب نص صریح کے ہر دم فنا کام کر رہی ہے۔ بلا تغیر و تبدل آسمان پر بیٹھا ہے اور زمانہ اس پر اثر نہین کرتا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین بھی مسیح کو کائنات الارض مین سے مستثنےٰ قرار نہین دیا۔

اے حضرات۔ مولوی صاحبان کہان گئی تمہاری توحید۔ اور کہان گئے وہ تمہارے لمبے چوڑے دعوے اطاعت قرآن کریم کے۔

ھل منکم رجل فی قلبہ عظمۃ القرآن متفکر فی ذکر ۔۔

(۲۶) چھبیسوین آیت یہ ہے۔

ان المتقین فی جنٰت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک

یعنے متقی لوگ جو خدائے تعالےٰ سے ڈر کر ہر ایک قسم کی سرکشی کو چھوڑ دیتے ہین۔ وہ فوت ہونے کے بعد جنات اور نہر مین ہین صدق کی نشست گاہ مین باقتدار بادشاہ کے پاس۔

اب ان آیات کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے تعالےٰ نے دخول جنت اور مقعد صدق مین تلازم رکھا ہے۔

یعنے خدائے تعالےٰ کے پاس پہونچنا۔ اور جنت مین داخل ہونا۔ ایک دوسرے کا لازم ٹھیرایا گیا ہے۔

سو اگر رافعک الیّ کے یہی معنے ہین جو مسیح خدائے تعالےٰ کیطرف اُٹھایا گیا تو بلاشبہہ وہ جنت مین بہی داخل ہوگیا۔

جیساکہ دوسری آیت یعنے ارجعی الی ربک جو رافعک الی کے ہم معنے ہے بصراحت اسی پر دلالت کر رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ خدائے تعالےٰ کیطرف اوٹھائے جانا۔ اور گذشتہ مقربون کی جماعت مین شامل ہوجانا۔ اور بہشت مین داخل ہوجانا یہ تینون مفہوم ایک ہی آن مین پورے ہوجاتے ہین۔

پس اس آیت سے بہی مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ہی ثابت ہوا۔ فالحمد للہ الذی احق الحق و ابطل الباطل و نصر عبدہ و ایدہ ماموره۔

(۲۷) ستائیسوین آیت یہ ہے۔

ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون لایسمعون حسیسہا وہم فی ما اشتہت انفسہم خالدون ۵

یعنے جو لوگ جنتی ہین اور انکا جنتی ہونا ہماری طرف سے قرار پاچکا ہے۔ وہ

دوزخ سے دور کئے گئے ہین - اور وہ بہشت کی دائمی لذات مین ہین -
اس آیت سے مراد حضرت عزیر اور حضرت مسیح ہین اور انکا بہشت مین داخل
ہوجانا اس سے ثابت ہوتا ہے - جس سے ان کی موت بھی بپایۂ
ثبوت پہونچتی ہے -

(۲۸) اٹھائیسوین آیت - (الجزء نمبر ۵)

این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ
یعنے جس جگہ تم ہو اُسی جگہ موت تمہین پکڑے گی اگرچہ تم بڑے مرتفع
برجونمین بود و باش اختیار کرو -
اس آیت سے بھی صریح ثابت ہوتا ہے کہ موت اور لوازم موت ہر ایک
جگہ جسم خاکی پر وارد ہوجاتے ہین یہی سنت اللہ ہے اور اس جگہ بھی استثناء
کے طور پر کوئی ایسی عبارت بلکہ ایک ایسا کلمہ بھی نہین لکھا گیا ہے - جس سے
مسیح باہر رہ جاتا ہے -
پس بلاشبہہ یہ اشارۃ النص بھی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کررہی ہین
موت کے تعاقب سے مراد زمانہ کا اثر ہے - جو ضعف اور پیری یا امراض
وآفات منجرہ الی الموت تک پہونچاتا ہے - اس سے کوئی نفس مخلوق خالی نہین -

(۲۹) انتیسوین آیت -

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتھوا - یعنے رسول جو کچھ
تمہین علم و معرفت عطا کرے وہ لیلو - اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو
لہذا اب ہم اسطرف متوجہ ہوتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ
مین کیا فرمایا ہے - سو پہلے وہ حدیث سنو جو مشکوٰۃ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے - اور وہ یہ ہے - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین و اقلهم من یجوز ذالک رواہ الترمزی و ابن ماجہ۔ یعنے اکثر عمرین میری امت کی ساٹھ سے ستر برس تک ہونگی اور ایسے لوگ کمتر ہونگے جو اُنسے تجاوز کرین یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار مین ہی آگئے ہین پہر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے کہ اور لوگ تو ستر برس تک مشکل سے پہونچین۔ اور انکا یہ حال ہو کہ دو ہزار کے قریب انکی زندگی کے برس گذر گئے اور ابتک مرنے مین نہین آتے بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا مین اگر چالیس یا پینتالیس برس زندہ رہین گے۔

پہر دوسری حدیث مسلم کی ہے جو جابر سے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ وعن جابر قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ رواہ مسلم۔

اور روایت ہے جابر سے کہ کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وہ قسم کہا کر فرماتے تھے کہ کوئی ایسا زمین پر مخلوق نہین جو اُسپر سو برس گذرے اور وہ زندہ رہے۔ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ جو شخص زمین کی مخلوقات مین سے ہو وہ شخص سو برس کے بعد زندہ نہین رہے گا۔ اور ارض کی قید سے مطلب یہ ہے کہ تا آسمان کے مخلوقات اس سے باہر نکال لی جائے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان کے مخلوقات مین سے نہین ہین۔ بلکہ وہ زمین کی مخلوقات اور ما علے الارض مین داخل ہین حدیث کا یہ مطلب نہین ہے کہ اگر کوئی جسم خاکی زمین پر رہے تو فوت ہو جائیگا۔ اور اگر آسمان پر چلا جائے تو فوت نہین ہوگا۔ کیونکہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا تو خود بموجب نص قرآن کریم کے ممتنع ہے۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک مین سے

نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہین رہ سکتا۔

(۳۰) تیسوین آیت یہ ہے۔

او ترقی فی السماء ... قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے کفار کہتے ہین کہ تو آسمان پر چڑہ کر ہمین دکہلا تب ایمان لے آوین گے۔ انکو کہدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلا مین ایسے کہلے کہلے نشان دکہاوے اور مین بجز اس کے اور کوئی نہین ہون کہ ایک آدمی۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑہ نے کا نشان مانگا تہا اور انہین صاف جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہین کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جاوے۔ اب اگر جسم خاکی کی ساتھ ابن مریم کا آسمان پر جانا مان لیا جاوے تو یہ جواب مذکورۂ بالا سخت اعتراض کے لائق ٹہر جاویگا اور کلام الہی مین تناقض اور اختلاف لازم آئے گا۔

لہذا قطعی امر یہ ہے کہ حضرت مسیح مجسم آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد موت کے آسمان پر گئے ہین۔

دوسری فصل

انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ مین رافعک مقدم ہے اور متوفیک مؤخر ہے۔ یا کیا صورت ہے۔

بعض مفسرین اور بعض متعصب مولوی مجبوری سے یہ کہدیتے ہین۔ کہ رافعک مقدم ہے اور متوفیک مؤخر ہے لیکن ایسی جرات کرنے سے انکو یہ خوف نہوا کہ اسمین اللہ تعالے کی کلام پاک مین تحریف ہے۔

جب یہودیون پر خدا کی مار پڑی تو انہین وجوہات سے کیونکہ وہ بھی توریت شریف کی آیات کو اسی طرح اپنے نفسانی خواہشون کے تابع کرنے مین مصروف ہوگئے تھے یہ نہ سمجھا کہ اُس عزیز و حکیم کی عبارت کسی حکمت عظمیٰ پر بنی ہوگی - اوہمین ہم اپنی طرف سے کیون کوئی ایسی بات داخل کرین - جس سے اللہ تعالےٰ کی شان اعلےٰ مین کسی قسم کی اہانت ہو کیا وہ علیم و خبیر خدا نہین جانتا تھا کہ آخری زمانہ مین ان الفاظ پر فتور پڑے گا - اگر اُسکے علم مین فی الحقیقت یہی مقصود تھا کہ لفظ رافعک پہلے ہے تو کیون اُسنے متوفیک مابعد نہ رکھا - کیا اُسکو ایسا کرنے مین کوئی تکلیف تھی -

اے نادان مولویو - جس نے یہ الفاظ نازل فرمائے تھے کیا اُسنے خود فساد ڈالنے کے لئے ایسا کیا ہرگز نہین - جس ترتیب پر اُتارا وہ حرفاً حرفاً درست اور بانظام ہے اور اس مین کسی طرح کی تقدیم و تاخیر تبدیل نہین ہوسکتی اگر ایسا کیا جائے تو اُسکی پرحکمت ترتیب مین بڑا فتور برپا ہوگا -

اے عقل کے اندھو اگر اس ترتیب خداوندی مین ایک سرمو برابر بھی فرق آگیا تو پھر حفاظت قرآنی کہان رہی - اور دشمنان دین کے دست اندازی سے کیونکر مامون و مصئون ہوسکتا ہی - کیا تم بلاغت کی کتابون مین واؤ ترتیب نہین پڑھتے بالفرض اگر علم بلاغت مین واؤ ترتیبی نہ بھی ہوتی تو بھی ہرج نہین تھا - خود نفس مضمون اور مشاہدات اس کے شاہد ہین اس ترتیب قرآنی مین کونسا نقص واقع ہے -

چونکہ عیسےٰ علیہ السلام کو جب یقین کامل ہوگیا کہ اب دشمن یعنے یہودی مجھے قتل کئے بغیر نہین رہ سکتے اور ساری رات دعا مانگتے کاٹی اور پھر دوسرے دن اُن کے لٹکانے کے لئے صلیب بھی تیار ہوگئی اور صلیب پر چڑھائے

بہی گئے پہر ایلی ایلی لما سبقتنی پکارتے رہے - توکیا وہ رحمن و رحیم خدا
اپنے ایسے مقبول بندے اور پیارے نبی کی آواز کو سن کر کیونکر خاموش
رہ سکتا تہا - کیا انکی اضطراری دعائین کچھ بہی اللہ تعالےٰ کے رحم کو جوش مین
نہین لا سکتی تہین - کیا خداوند قدیر کو اپنا وعدہ اپنے بندے کے لیئے فراموش
ہو چکا تہا - ہرگز نہین - اُس نے اُن کی آوازون کو سُنا اور دعاؤن کو قبول کیا اور
اُس کی تسلی کے لیئے کیسے پیارے الفاظ بولے اور کیسی دلکش اور دلاویز
زبان سے فرمایا -

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا
وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
یعنے اے عیسیٰ تم غم اور فکر نہ کرو اس تہوڑی سی تکلیف کے بعد مین تمہین
ظالمون سے بچا لونگا بلکہ مین ہی تجہے طبعی موت سے مارونگا - اور تجہے
لعنتی موت سے بچا کر - بعد طبعی موت کے - یعنے عزت کے ساتہہ
قرب کے مقام پر پہونچاؤنگا - اور کافرون کی تہمتون سے پاک کر کے تیرے
متبعین کو تیرے منکرون پر قیامت تک غلبہ دونگا -

ان آیات مین کیسی بے نظیر ترتیب ہے - شروع سے لیتا قیامت مجال ہی
کہ کوئی بشر نقص ڈالے - اور روزمرہ کا مشاہدہ بہی شہادت دیتا ہے کہ مسیح
علیہ السلام پر جو اتہامات لگائے جاتے تہے - اُسکی کیسی بیخ کنی ہوئی ہے
دیگر ہم یہ دیکہتے ہین کہ مسیح کے تابعین دنیا مین دو قسم کے ہین ایک بالواسطہ
اور دوسرا بلاواسطہ اب وہ دونون گروہ مسیح کے منکرون پر غالب ہین -
اور منکرین خواہ بالواسطہ ہین یا بلاواسطہ کے مصداق جیسا کہ خداوند کریم فرماتا ہے
ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ - پہر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے

کہ یہ ترتیب ٹھیک نہین - بعض نادان یہ بھی کہتے ہین (جیسا کہ میان علی رضا و
میان خادم علی وغیرہ) کہ اس آیت مین واؤ ترتیبی نہین بلکہ جمع کی واؤ ہے -
اگر بالفرض یہ بھی مان لین تو بھی حضرت مسیح کی موت ہی ثابت ہوتی ہے - فرض کرو
اگر رافعک پہلے کر لیا جاوے اور متوفیک بعد - تو بھی آسمان پر مرنا
ثابت ہوا کیونکہ تطہیر ہو چکی اور تابعین بھی دشمنان مسیح پر غالب ہین - کونسی بات
باقی رہی کیا متوفیک باقی رہ گیا - اسے نفسانی مولویو ذرا بھی شرم نہین -
جبکہ خداوند کریم کے وعدہ تینون پورے ہو گئے ہین اور صرف ایک باقی رہگیا
بموجب آیات متذکرۂ بالائے حضرت مسیح کے رفع ہونا بھی ثابت ہوتا ہے مطہری
ہو چکا ہے اور تابعین انکے منکرون پر غالب بھی ہو چکے ہین - موت نہونیکا سبب
کیا ہے - حقیقت مین خدا کا فعل متوفیک بھی سرزد ہو چکا ہے - یعنے -
مسیح علیہ السلام وفات شدو نمین داخل ہین لیکن بے شعور ملاؤن کی
عقلون مین پتھر پڑ گئے ہین - اسلئے برعکس معنے نکالتے ہین - اور یہ بات
بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عطف مین جبتک جہت جامعہ نہو تو عطف
لغو اور بیہودہ سمجھا جاتا ہے -

(دیکھو مطول علی التلخیص امام تفتازانی مطبوعۂ قسطنطنیہ صفحہ ۲۴۷) مین
فاذا اتت جملۃ بعد جملۃ فالاولی اما ان یکون لها محل من
الاعراب اولا وعلی الاول ان قصد تشریک الثانیۃ لها
فی حکمہ عطف علیها کالمفرد فشرط کونہ مقبولا بالواو ونحوہ
ان یکون بینهما جهۃ جامعۃ نحو زید یکتب ویشعر او یعطی
ویمنع - الخ
پس ضرور ہوا کہ اگر واؤ ترتیب تسلیم نہ بھی کرین تو بھی واؤ جمع مین جہت جامعہ کا

ہونا ضروری ہے - ورنہ خدائے تعالےٰ حکیم وعلیم کے اس حکمت بھرے فصیح و بلیغ کلام مین نقص واقع ہوتا ہے اور پھر اس کا وہ دعوے جو آیت
وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فأتو بسورۃ من مثلہ
مین ہے غلط ثابت ہوسکتا ہے -
دعوے کمالیت ہے پھر اگر جہت جامعہ کا نقص رہا - تو بھی قرآن کامل معجزہ نہوا - لہذا ان آیات مین -
اذ قال اللہ یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الےٰ یوم القیامۃ
مین جس قدر واو عطف آئی ہے - ان سب مین جہت جامعہ کا ہونا لازمی ہو اور یہ تو معلوم ہے کہ ان آیات مین واو تین دفعہ آئی ہے - اور چار الگ الگ مضامین کو ملاتی ہے - اب ثابت کرتا ہے کہ انہین جہت جامع کیا ہے -
سو واضح ہو کہ اول لفظ انی متوفیک ہے اس مین اِنَّ کا حرف ہے - جو تردد کے مقام پر مستعمل ہوتا ہے اور اللہ نے (ی) کو لگا کر اُس فعل کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے - جس سے رفع تردد مقصود ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مسیح کو کونسا تردد تہا -
جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کو اُن کی تسلی اور طمانیت کا وعدہ دینا پڑا - لہذا جب ہم اوس زمانہ کے یہودیون پر نگاہ کرتے ہین اور اناجیل مروجہ کو نظر غور سے دیکھتے ہین تو صاف ثابت ہوتا ہے - کہ لوگون نے اُنپر کفر کا فتوے لگایا تہا -
جیسے انجیل متی باب ۲۶ - آیت ۶۵ و ۶۶ سے ظاہر ہے -
اور اُن کے قتل کے کفر مین لگے اور کوئی ذریعہ تلاش کرتے تھے -

کہ جس طرح ہو سکے اس کو مارا جائے - بظاہر تو اس کو مار نہین سکتے تھے - کیونکہ غیر قوم یعنے رومیون کی سلطنت تھی - اسواسطے در پردہ اُنکے مار ڈالنے کی کوشش مین مصروف رہے -

چنانچہ متی باب ۲۶ آیت ۵۹ مین لکھا ہے -
تب سردار کاہن اور بزرگ اور ساری مجلس یسوع پر جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگی تا کہ اُسے مار ڈالین اور آخر بغاوت سلطنت کا الزام لگاکر صلیبی موت کا مجرم ٹہیرایا - جب قوم یہود اس بات پر کامیاب ہوتی نظر آئی - تو حضرت مسیح علیہ السلام کو چار فکر دامنگیر ہوئی -
ایک تو یہ کہ اگر یہود نے مجھے مار ڈالا - تو مین بموجب توریت استثناء باب ۱۳ - آیت ۵ - و استثناء باب ۱۸ - آیت ۲۰ - و یرمیا باب ۱۴ - آیت ۱۵ - و ذکریا - باب ۱۳ - آیت ۷ - کے جہوٹا نبی ثابت ہونگا -
اس لیئے وہ صلیب کی رات سے پہلے دُعا مین مصروف ہوا - جیسا کہ انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۶ سے ۳۹ مین ہے - اور کچھ آگے بڑہکے مُنہ کے بل نکل پڑا اور دُعا کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے باپ اگر ہوسکے تو پیالہ مجھسے گذر جائے - اسی پر اللہ تعالےٰ نے جو ہر شخص کی دُعا خواہ وہ کسی مذہب کا ہو عین اضطراری کی حالت مین اگر کیجائے تو کبھی رد نہین کرتا - بلکہ بموجب آیت قرآنی - ومن یجیب المضطر اذا دعاہ - صاف واضح ہے - کہ وہ اضطراری دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے -
حضرت عیسےٰ علیہ السلام جیسے اولعزم نبی کی اضطرارانہ دُعا جو خالص دین کے لیئے تھی - کیونکر رد کر سکتا تھا -

لہذا اوس ارحم الراحمین نے بجوش رحمت حضرت مسیح کو اس بیکسانہ اور مظلومانہ حالت کی دعا کو قبول فرما کر اُن کی تسلی اور طمانیت کے لیئے یہ وعدہ فرمایا۔

یا عیسیٰ انی متوفیك۔

یعنے اے عیسیٰ تم غم نہ کرو میں تمہیں وفات دونگا (طبعی موت سے مریگا) اوران بے ایمانوں کو معجزہ موت سے نجات دونگا۔ یعنے تو لعنتی موت سے نہین مرے گا۔

دوسرا جملہ لنا فعلك الی۔ اسکے لانے کی اللہ تعالے کو یہ ضرورت پیش آئی کہ حضرت مسیح کو دوسرا تردد دامنگیر ہوا تھا کہ معاندین نے انکو صلیبی موت سے مارنا چاہا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ صلیب پر مرنے والا خدا کا دوست اور مقرب نہین ہوا کرتا۔

بلکہ ملعون ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ توریت کتاب استثناء۔ باب ۲۱۔ آیت ۲۳ مین ہے وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہوتا ہے۔

لہذا حضرت مسیح علیہ السلام کو سخت فکر لگی۔ کہ اگر مین صلیب پر مارا گیا تو مجھے ملعون قرار دیا جاویگا۔ جس کا مفہوم بغیر اسکے کچھ نہین کہ خدا کی رحمت سے دوری و مہجوری ہو۔ اور خدا اُس سے بیزار۔ اور وہ خدا سے بیزار ہو۔

لہذا مین صلیب پر چلا چلا کر کہتا رہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنے اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا۔

دیکھو انجیل متی باب ۲۷۔ آیت ۴۷۔ جب اللہ تعالے اُدنے سے اُدنے متے کہ کافر کی عاجزانہ دعا کو قبول فرما کر اُس کو غم سے نجات دیتا ہے تو اپنے مقرب اپنے مہتم بالشان نبی کو ایسی مایوس بھرے الفاظ کی دعا کو

جو نہایت درد دل سے مانگی گئی کیون نہین قبول فرما سکتا تہا۔ اسی واسطے محبت بھرے الفاظ مین اپنے جان نثار غلام کو وحی کی - اے عیسے تم مت فکر کرو مین خود محافظ دین ہون - یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرے پیارے اور میرے بھیجے ہوے ایسی موت سے مارے جائین - جسکا نتیجہ لعنت اور خدا کی دوری ہو -

یاد رکھو کہ تم میری درگاہ مین مقرب اور محبوب ہو اور فرمایا - انی دافعک یعنے تجھے مین ایسی موت سے مارونگا - جس کا انجام قرب الی اللہ ہو - یہ تیرے دشمن اپنے مجوزہ منصوبہ مین ہرگز کامیاب نہین ہونگے -

تیسرا جملہ ومطھرک من الذین کفروا ہے -

یہ اسواسطے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کو تیسرا تردد یہ دامنگیر ہوا تھا - پہلے ہی مجھے دلالت کے بارہ مین مشکوک ٹھیراتے ہین - یعنے جسمانی طور سے پلید قرار دیتے ہین - اور اگر اب صلیب واقع ہو گئی تو بموجب توریت شریف روحانی طور سے بھی ملعون قرار دیا جاؤنگا - ایسی حالت مین میرا تمام مشن اکارت جائے گا - اور میری ساری محنت رائگان جائیگی - اور کوئی شخص بھی میرے بعد ایمان دار نہین رہ سکے گا -

بجنسہ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ اے عیسے تم اس امر کا بھی فکر اور تردد مت کرو - کیونکہ مین اپنے مرسلون کی ایسی توہین اور بے عزتی گوارا نہین کر سکتا - تم یاد رکھو کہ مین کفار کی ان تمام باتون کا اثر ہی اُٹھا دونگا - اور نبی آخر الزمان کے ذریعہ تیری ایسی تطہیر کروائی جائیگی کہ جس کی نظیر زمانہ سابقہ مین نہین پائی جائے گی - اور بالآخر زمانہ مسیح موعود کا ایسا آئیوالا ہے - یعنے اُسوقت تمام اتہامات اور بہتانات کے قلع کے پرزہ پرزہ اوڑایا جائیگا

جو تیری ذات کی نسبت اور تیرے صلیب پر مرنے کی نسبت دنیا مین قایم ہوگا اور پہر تو ایسا پاک وصاف ہو جاوے گا - کہ لوگ تجہکو اصلی ہیئت مین دیکہنے لگین گے -

لہذا فرمایا ومطہرک من الذین کفروا -
یعنے اور کفار کیطرف سے تیرا دامن بالکل پاک کردیا جاوے گا - اور تیرا سچا اور راست باز اور خدا کا پیارا ہونا دنیا پر روز روشن کیطرح کہل جاوے گا

چوتہا جملہ - وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اس کی ضرورت اس واسطے پڑی کہ حضرت مسیح کو چوتہا تردد جو اُن کی جان کو بگہلا دینے والا تہا - کہ اگر مین صلیب پر اسطرح مارا گیا - تو پہر میرے تابعدار جو ابہی بالکل کچے اور بے خبر ہین اور نہ اونہون نے میری صحبت سے - کما ینبغی استفاد حاصل کیا ہے اور نہ وہ دین کی راہ مین پورے تجربہ کار ہین - لہذا میری موت کے ساتہہ ہی میری تبلیغ کا خاتمہ ہو جاوے گا - اور پہر صرف اسکا اثر میری ذات تک ہی محدود نہین - بلکہ جہان کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تسلیم نہین کرے گا - کیونکہ اُن سے پہلے میرا مسلم ہونا ضروری ہے -

جیسے میرے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری تہا - چونکہ لوگ قیامت تک ہدایت سے محروم رہین گے -

یہ جانکاہ اور دلگداز غم مسیح کو کہا گیا تہا - کہ قریب تہا جان نکل جاوے -
اُسپر اللہ تعالےٰ نے اپنے مقدس رسول کے اطمینان کے لئے یہ خبر دی جو آیت مذکورۂ بالا مین ہے - کہ اے عیسےٰ تو کچہ اندیشہ نہ کر - کہ مین تیری اس کمزور جماعت کو اسقدر بڑہاؤنگا - اور اتنی قدرت اور طاقت

دونگا کہ وہ ان سب بے ایمان یہودیون پر کامل طور سے مسلط ہو جائین گے۔
اور وہ قیامت تک کیا دین کی رو سے کیا دنیا کی رو سے اُن پر غالب رہین گے۔
اب اگر مُتَوَفِّیْ کے معنے ممیت کے نہ لین۔ بلکہ اور کوئی معنے لین تو پہر
تَوَفِّیْ اور رَفع مین جہت جامعہ نہین رہ سکتی۔
کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہین۔ کہ رَفع کے ساتہہ جب اِلیٰ کا صلہ آتا ہے
تو وہان تقرب اِلیَ اللّٰہ مراد ہوتا ہے۔
اور روحانی درجات کے معنے لیئے جاتے ہین اور کوئی معنے نہین
ہوسکتے تو پہر اگر توفی کے معنے موت کے نہ لیے جائین تو کسی صورت مین
مابین ہر دو الفاظ مذکورہ جہت جامعہ قائم نہین رہ سکتی۔
اسواسطے خدائے حکیم و علیم کے کلام مین نقص وارد ہوتا ہے۔ جو تمام
نقصون سے مبرہ و منزہ ہے۔
اور دوسرا تردد اس کو اپنی موت اور اپنے عدم رفع روح کا تہا۔
جیسے ہم توریت شریف اور اناجیل کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہین۔
پہر اگر خدائے تعالےٰ اس کے تردد کے خلاف منشار کچہ اور جواب دے تو
پہر وہ خدا کیسا۔ وہ تو مجنون سے بڑہ کر متصور نہین ہو سکتا۔ کیونکہ مسیح تو
ادہر تڑپ تڑپ کر اور دل کے گداز سے موت مجوزہ سے نجات کی
دعا مانگے۔ اُدہر خدا اوسکو جواب دے کہ مین تجہے صلاد ونگا۔ یا پہر لونگا
یا اُٹہا لونگا یا شہوات نفسانی سے تجہے محروم کردونگا۔ اور پہر تجہے آسمان پر
اُٹہا لیجاؤنگا۔
یہ کیسے غیر موزون الفاظ ہین۔ نہ لفظی مناسبت قایم رہ سکتی ہے۔ نہ لغات سے
کچہ تعلق رکہتی ہین۔ کیونکہ ان معنون مین کوئی جہت جامعہ ثابت نہین ہوتی

اس سے اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام پر حرف آتا ہے - اور اسکا بے مثل اور بے نظیر ہونا خاک مین مل جاتا ہے - نعوذ و باللہ من ذالک

لہذا توفی کے معنے بجز موت یعنے قبض روح و وفات دینے کے اور کچھ نہین -

(دیکھو لسان العرب - اور تاج العروس - قاموس - صحاح جوہری اقرب الموارد - منتہی الارب - صراح - وغیرہ) -

اور رفع کے معنے بجز روحانی رفع یعنے تقرب الی اللہ کے اور نہین - اپنے معنون مین تناسب بہی ہے - اور عمدہ جہت جامعہ بہی ثابت ہوتی ہے -

کیونکہ موت کے بعد روح ہی کا رفع ہوا کرتا ہے -

دیکھو - قاموس - صحاح جوہری - لسان العرب - اور اساس البلاغت و منتہی الارب -

اگر توفی کے معنے طبعی موت اور رفع کے معنے روحانی رفع نہ لیا جائے تو مطہرک کا لانا بہی فضول ثابت ہوتا ہے - یاد رہے حضرت مسیح علیہ السلام اگر مانند دیگر انبیا فوت ہو کر آسمان پر نہ جائین تو پہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین ظہور نہین فرما سکتے - کیونکہ خود عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے - مین سچ کہتا ہون - کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے - ورنہ تسلی دینے والا تمہارے پاس ہرگز نہ آوے گا - بعد میرے جانیکے وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹہیرا وے گا - گناہ سے اس لئے کہ مجہپر ایمان نہین لائے - راستی سے اسواسطے - کہ مین اب

جاتا ہون تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔
دیکھو انجیل یوحنا۔ باب ۱۶۔ آیات ۷ لغایت ۱۰۔ اور اسی کی تصدیق اللہ تعالی اپنے کلام پاک مین یون فرماتا ہے۔
واذ قال عیسے ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
جب کہ مریم کے بیٹے عیسے علیہ السلام نے کہا کہ اے بنی اسرائیل مین تمہاری طرف خدا کی جانب سے رسول ہوکر آیا ہون اور جو تمہارے پاس توریت ہے مین اسکا مصدق ہون اور مین ایک رسول کے آنے کی بشارت دیتا ہون۔ جسکا نام احمد ہوگا۔
یا جس کا نشان یہ ہے۔ کہ وہ بڑا حکومت کرنے والا ہوگا۔ اور وہ آخری فیصلہ کرنے والا ہوگا۔
اب ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی خبر دی ہے۔ اور لفظ بعد یہان زمانہ کے لیے آیا ہے۔
یعنے میرے زمانہ تبلیغ کے بعد اُن کا زمانہ تبلیغ ہوگا۔
اور انجیل کے الفاظ سے صاف صاف عیان ہے۔ کہ عیسےؑ کہتے ہین کہ مین پھر نہین آؤنگا۔ کیونکہ آیت مذکورۂ بالا مین اپنے حواریون سے مخاطب ہوکر کہتا ہے۔ کہ تم پھر مجھکو نہین دیکھو گے۔ لہذا بجز موت اور کچھ متصور نہین ہوسکتا۔
اور پھر تطہیر کیونکر ہوسکتی ہے۔ جب تک کہ دوسرا رسول دنیا مین ظہور فرما ہو۔ کیونکہ یہی سنت اللہ ہے کہ کسی آدمی کو مقرر فرماکر دنیا مین حق بات کو ظاہر کیا

کرتا ہے - جب اللہ تعالے نے مسیح سے وعدہ کیا کہ مین تیری تطہیر
کرون گا -
سوا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کی کون سی صورت تہی -
اور مسیح علیہ السلام پر جو جو ناپاک اور گندے الزام لگائے گئے تہے
وہ سب آنکر اُٹہا دین -
اسکی تصدیق خود مسیح بہی فرماتے ہین - جب وہ روح حق آویگی تو وہ تمہین
ساری سچائی کی راہ بتاویگی اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی
سو کہے گی - اور تمہین آیندہ کی خبرین دے گی وہ میری بزرگی کرے گی
دیکہو - انجیل یوحنا باب ۱۶ - آیات ۱۳ - اور ۱۴ - جس سے عیان ہے
کہ حضرت نبی آخر الزمان ہی انکی بزرگی - یعنے تطہیر کرین گے -
اب صاف ظاہر ہے - کہ لفظ رافعک و مطہرک مین جہت جامعہ
تہا - اسلئے اللہ تہی اگر رفع سے روحانی معنے نہ لیے جائین تو پہر
ان دونون الفاظ مین کوئی مناسبت نہین ہوتی - کیونکہ تطہیر تو روح کی ہے
جسم کی تطہیر تو ثابت نہین ہوتی - اگر رافعک مین جسمانی رفع لیا جاے
اور مطہرک مین روحانی -
تو ان مین ایک بیہودہ و لغو تعلق ہوگا -
اور اللہ تعالے کا کلام ایسے لغویات سے پاک ہے - لہذا ضروری ماننا
پڑتا ہے - کہ مسیح فوت ہو کر مثل دیگر انبیا کے رفع کیے گئے
اور انکی تطہیر بعد وفات کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کی -
پہر چوتہی آیت یعنے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الے

یوم القیامۃ۔ کا تعلق پہلی تین آیات سے کچھ نہوگا۔ اور کوئی جہت جامع قایم نہوگی۔ جبتک مسیح کی موت اور دفع روحانی وتطہیر روحانی نہ مانی جائے۔

کیونکہ اس آخری آیت مین قیامت تک کا فیصلہ اللہ تعالے نے کردیا ہے۔

اگر مسیح واقع زندہ ہوتے توکیون اُن کے تابعین کا نام لیا گیا اور خود مسیح کا نام کیون نہ لیا گیا۔

جب دنیا مین دوبارہ آنا تہا تو اوس کو بشارت دینی چاہیئے تھی کہ اے عیسے مین تجھے دوبارہ دنیا مین بہیجونگا۔ اور توجا کر اُن اپنے دشمنون کو ہلاک کرے گا۔ اور سارے اہل کتاب پھر تجھی پر ایمان لاوینگے اور قیامت تک تیراہی دور دورہ رہے گا۔

لیکن اللہ تعالے نے ایسا نہین کہا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ مرچکے۔ اور اسیواسطے اس آیت کا لانا ضروری تہا۔ کیونکہ مسیح کو جیسے اپنی موت کا تردد اور اپنے عدم دفع روحانی کا تردد اور اپنے ناپاک الزامات کا تردد تہا۔ ویسا ہی اسکو اپنے حواریون کی کمزوری۔ اور دشمن کی ناکامی کا اندیشہ تہا۔ جب اور سب باتون کا جواب اللہ تعالے نے بطور تسلی بخش مسیح کو دے دیا تہا۔ تو کیا ضروری نہین تہا۔ کہ جو اس تردد کے دفع کرنے کے لیئے اسکا جواب بہی تسلی بخش ہوتا۔

اور چونکہ حضرت مسیح کو قیامت تک تکذیب رسل کا اندیشہ تہا اسلیئے اس حکیم وعلیم مالک نے قیامت تک کی خوشخبری سناکر اپنے پیارے

غمزدہ دوست کے غم کو دور فرما دیا۔

فصل تیسری

انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ ج وما قتلوہ
وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا
فیہ لفی شک منہ ط مالھم بہ من علم
الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ
وکان اللہ عزیزاً حکیماً ہ وان من اھل الکتاب
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون
علیھم شھیداً ہ

اس آیت کے تین معنے ہمارے نزدیک ہو سکتے ہین۔ اور ان تینون سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات طبعی ثابت ہوتی ہے نہ کوئی اور موت۔

اول معنے۔ اور یہود کی اس بات کو دیکھو کہ وہ کہتے ہین کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ جو اللہ کا رسول کہلاتا تھا حالانکہ نہ انھون نے اسکو قتل کیا نہ صلیبی موت سے مارا۔ لیکن یہ بات انکے دلون مین شبہہ کے طور پر ہے۔ یقینی نہین۔

اور جو لوگ اسباب مین اختلاف کرتے ہین۔ یعنے کہتے ہین کہ شائد ہی مصلوب ہو گیا ہو۔

وہ شک مین پڑے ہوے ہین۔ اُن کے پاس کوئی یقینی بات نہین

صرف ظن کی پیروی کر رہے ہین - اور وہ خوب یقین رکھتے ہین کہ مسیحؑ
قتل نہین ہوا - بلکہ اپنی موت سے مرا -
اللہ تعالی نے راست بازبندونکی طرح - اوسکو رفع کیا -
کیونکہ خدائے تعالی عزیز ہے - وہ ان لوگون کو جو اسکی طرف سے
ہوتے ہین - ذلیل نہین کیا کرتا - اور اسکا فعل حکمت پر مبنی ہے -
کیونکہ وہ حکیم ہے ایک معنی تو یہ ہین - اور اس کی تائید انجیل سے یون
ہوتی ہے -
چونکہ حضرت مسیحؑ علیہ السلام نے کہا تھا - کہ تیسرے روز مُردون
سے جی اٹھونگا -
دیکھو - انجیل باب متی - ۲۰ - درس ۱۹ - جس پر یہودیون کو گمان ہوگیا
کہ کہین اسکے حواریون نے سازش کرکے کوئی ایسی کاروائی کی ہو کہ وہ
تیسرے روز کھڑا ہو جائے -
اور جب وہ قبر مین نہ ملے تو اوسوقت رشوت دینے پر آمادہ ہوگئے -
چنانچہ انجیل متی باب ۲۸ - آیت ۱۲ - اور ۱۳ مین ہے - تب انہون نے
بزرگون کے ساتھ اکٹھے ہوکے صلاح کی - اور ان پہرے والون کو
بہت روپئے دیئے - اور کہا کہ تم کہو رات کو جب ہم سوتے تھے - اسکے
شاگرد آکے اُسے چرا لے گئے -
اس تمام واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیون کے دلون مین مسیحؑ کے
مفقود ہو جانے سے کیا کیا خیال پیدا ہوئے ہونگے -
اور ضروری یہی خیال پیدا ہوا - کہ مسیحؑ زندہ کہین چلا گیا - اور تیسرے روز پھر
ظاہر ہو جائے گا - اور کہے گا - اب دوبارہ زندہ ہوگیا ہون -

اور اسطرح وہ اسکو اپنا معجزہ قرار دیکر لوگون کو قائل کرے گا۔
پس اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیون مین شکوک پیدا ہو گئے تھے
اور آیت مین جو اللہ تعالے نے رسول اللہ کا لفظ یہودیون کی زبان سے
نقل کیا ہے۔
اس سے یہ مراد نہین کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول اللہ سمجھتے تھے۔
ہرگز نہین۔ اگر وہ فی الواقع رسول اللہ سمجھتے تو مخالفت ہی کیون کرتے یہ بات
عیسائیون کے بالمقابل ان کو چڑ بانے اور ان کو منہ بنانے کے لیئے
کہا کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ تھا۔ جس کو ہمنے سولی پر دے دیا۔
وہ تو توریت کی رو سے اسکو لعنتی قرار دیتے تھے۔
لہذا وہ بطور تمسخر ایسا کہا کرتے تھے۔
دوسرے معنے اور یہودیون کی باتون پر غور کرو۔ وہ کہتے ہین کہ ہمنے یقیناً مریم
کے بیٹے عیسے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ جو اللہ کا رسول کہلاتا تھا۔ حال یہ ہے
کہ نہ انہون نے اس کو قتل کیا اور نہ اس کو صلیب پر مارا۔
مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ کالمقتول اور کالمصلوب ہوا * اور جو لوگ

---

* حاشیہ۔ جب کہ حضرت عیسے علیہم السلام یہود علیہم اللعنۃ کے
پنجہ مین گرفتار ہو گئے۔ اور یہودیون نے چاہا کہ مسیح کو صلیب پر
کھینچکر قتل کرین۔ تو انہون نے صلیب پر کھینچنے کی کارروائی شروع
کی۔ مگر خداے تعالے نے یہود کے بدارادے سے حضرت
عیسے کو بچا لیا۔ کچھ خفیف سی زخم بدن پر لگ گئی۔
دیکھو وما قتلوہ وما صلبوہ۔

قتل مسیح علیہ السلام پر اختلاف کرتے ہین - وہ اس بارہ مین شک
مین ہین -
انکو اس قتل کا یقینی علم نہین ہے کہ وہ صرف ظن کی پیروی کرتے ہین
یقیناً - یقیناً - یہودیون نے حضرت مسیح کو قتل نہین کیا -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶ -
یعنے عیسےٰ نہ مصلوب ہوا نہ مقتول ہوا -
اس بیان سے صلیبی زخمی کی نفی کی یا نہین - غور سے دیکھو -
مصلوبیت سے مراد وہ امر ہے جو صلیب چڑہانے کی علت غائی ہے -
اور وہ قتل ہے کچھ شک نہین - کہ خدائے تعالےٰ نے دشمنون
کے اس اصل مقصود سے انکو محفوظ رکھا -
اسکی مثال ایسی ہے - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے -
واللہ یعصمک من الناس - یعنے خدا تجھکو لوگون سے بچائے گا
حالانکہ لوگون نے طرح طرح کے دُکھہ دیئے - وطن سے نکالا
دندان مبارک شہید کیا - اُنگلی کو زخمی کیا - اور کئی زخم تلوار کے پیشانی
پر لگائے - سو درحقیقت اس پیش گوئی مین اعتراض کا محل نہین - کیونکہ
کفار کے حملون کی علت غائی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنا اور دانت
کا شہید کرنا نہ تہا - بلکہ قتل کرنا مقصود بالذات تہا - سو کفار نے اصل ارادہ
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے محفوظ رکھا - اسی طرح جن لوگون
نے حضرت مسیح کو سولی پر چڑہایا تہا - اُن کی اس کارروائی کی علت غائی

بلکہ اللہ تعالےٰ نے طبعی موت سے مار کر اپنی طرف اُٹھا لیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ عزیز اور حکیم ہے اور کوئی بھی اہل کتاب نہین جو مسیحؑ کے قتل پر اپنی موت سے پہلے پہلے ایمان نہ رکھتا ہوگا۔

اور قیامت کے روز مسیحؑ ان پر گواہ ہوگا۔

اس طرح معنے کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ناظرین کو معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کا قول نقل کیا ہے۔ اور وہ قول اُن کا انا قتلنا المسیح عیسے ابن مریم۔ ہے وہ یقیناً مسیحؑ کے قتل کا اقرار کرتے ہین۔

لیکن اللہ تعالےٰ اُن کے قتل اور صلیب والی موت کی نفی کرتا ہے۔

اب آگے قابل غور بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قتل اور صلیب کی نفی تو کی۔ لیکن واقعہ کی نفی نہین کی۔ بلکہ کہا کہ انکو دہوکا لگا ہے۔ کیونکہ کچھ بات قریب قریب ایسی ہوئی ہے۔

اب خداوند کریم اضمار کا استعمال کرتا ہے۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ضمیر دن کا مرجع خواہ ضمیر ظاہر ہو یا مستتر عبارت مین ہونا ضروری ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے۔ وان الذین اختلفوا فیہ مین جو ضمیر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۔

حضرت عیسے کا زخمی ہونا نہ تھا بلکہ اُن کا اصل ارادہ حضرت عیسے علیہ السلام کو سولی کے ذریعہ سے قتل کردینا تہا۔ سو خدائے تعالےٰ نے ان کو اس بد ارادہ سے محفوظ رکھا۔ اور کچھ شک نہین۔ کہ وہ مصلوب نہین ہوئے۔ پس قول ما صلبوہ آئینہ صادق آیا۔ منہ۔ ۱۲۔

لفظ فیہ مین آئی ہے - وہ کسطرف راجع ہے - اور اسکا مرجع کون ہے سیاق کلام سے ظاہر ہے - کہ قتل کے لفظ سے شروع کیا گیا ہے - اور قتل ہی کی نفی کی گئی ہے - آگے ضمیر مذکورہ کا مرجع بجز واقعہ قتل کے اور کہاں جا سکتا ہے -

اسی طرح لفی شک منہ مین بہی ضمیر غائب اوسی طرف جاتی ہے - اور پہر مالهم بہ مین بہی اسی قتل کی طرف راجع ہے - اتنے اضمار بول کر اللہ تعالے لے پہر اُسی لفظ یعنے قتل کو دوہراتا ہے -

چنانچہ وہ فرماتا ہے - وما قتلوہ یقیناً جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے قتل کے معاملہ کو برابر ذکر کرتا چلا آتا ہے - پہر بعد کے آیت مین ضمیرون کو استعمال کیا ہے - جیسا کہ وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ - جس مین دو ضمیرین آئی ہین ایک بہ اور دوسری قبل موتہ مین یہ تو ظاہر ہے - کہ پیچھے برابر قتل کے واقعہ کا ذکر ہوتا چلا آتا ہے - یہان پہ ضمیر اول بہی واقعہ قتل کیطرف ہے -

یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے - کہ باوجود اس کے ہمنے بر ملا شہادت دیدی کہ نہ تو اہل کتاب نے اس کو قتل کیا - اور نہ صلیبی موت سے مارا - مگر یہ شریر النفس ایسے لوگ ہین - کہ وہ اسی بات پر ایمان رکھتے چلے جائینگے - کہ مسیح مقتول ہوا - اور یہ بات صرف موت سے پہلے پہلے تک ہے - جب مرجائینگے تو پتہ لگے گا کہ اصل واقعہ کیا تہا - کیونکہ یہ تو تمام مذہب مین مسلم امر ہے کہ بعد مرنے کے اُن کو اپنے گذشتہ عمر کے اعمال کا نتیجہ ملنا شروع ہو جاتا ہے - نیک اعمال کا نیک نتیجہ اور بد اعمال کا بد - ان معنون مین کوئی دقت اور

تکلیف نہین صاف اور سیدہے معنے ہین۔

البتہ اس مین وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم قابل تشریح ہے۔ چونکہ یہ قرآن شریف سے پہلے کا واقعہ ہے اس لیے اس کی شہادت کتب سابقہ سے لینی ضروری ہے۔

تیسرے معنے۔ اہل کتاب کے یہ بات قابل توجہ ہے کہ ہمنے عیسے مسیح ابن مریم کو۔ جو مدعی رسالت تہا قتل کرڈالا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ نہ تو انہون نے اسکو قتل کیا۔ نہ صلیب پر مارا۔ ہان اتنا ضرور ہی کہ وہ شبیہ بالمقتول والمصلوب ہوا۔ اور اختلاف کرنے والون کو کچہ شک پیدا ہوگیا۔ کہ شائد نہ مرا ہو۔

لیکن یہ بات صرف ظن کی وجہ سے ہے۔ وہ یقینی علم سے نہین کہتے تھے۔

اصل حقیقت یہ ہے۔ ہرگز اُن کے ہاتہ سے مقتول نہین ہوا۔ بلکہ اللہ تعالے نے لعنت کی موت سے بچاکر تقرب الی اللہ بخشا۔

کیون نہ ہو جبکہ اللہ تعالے عزیز اور حکیم ہے۔ اور ضرور ایک وقت آتا ہے کہ ہر اہل کتاب خواہ یہودی ہو یا عیسائی۔ خواہ مجوسی ہو یا مسلمان سب کے سب خدا کے اس فیصلہ پر ایمان لائینگے کہ مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوا نہ مصلوب ہوا۔ بلکہ وہ طبعی موت سے مرکر خدائے تعالے کے دیگر انبیا کے ساتہ جا ملا۔ اور عزت کے مقام پر پہونچ گیا۔

یہ کب ہوگا۔ جب آخری زمانہ مین مسیح علیہ السلام بروزی طور سے نزول فرما ہون گے۔

اور چونکہ بروزی نزول یون ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالے کسی اور بزرگ کو

اس کی خو اور خصلت پر نہیچ کے اسی کی منشا کے مطابق اسکے قایم مقام ہوکر کارروائی کرتا ہے - اور اسی کی وفات سے پہلے اہل کتاب مان لین گے کہ واقعی مسیح علیہ السلام صلیب پر نہین مرے تھے - الفاظ آیات کی رو سے تین ہی معنے ہو سکتے تھے - جو ہمنے کر دیے - کیونکہ الفاظ انا قتلنا المسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ -

تین ہی صورتین پیش کرتے ہین -

ایک تو واقعہ قتل -

دوسرے مسیح ابن مریم کا نام -

تیسرے نفس صلیب و قتل -

سوان تمام ضمیرونکا مرجع انہین کی طرف ہو سکتا تھا - انہین کی رو سے معنے کیے گئے - اور سب معنی کا مآل ایک ہی ثابت ہوتا ہے - کسی صورت مین ایک دوسرے کا مخالف نہین ہو جاتا -

اور طرفہ یہ کہ الفاظ قرآن اور نہ سیاق و سباق کلام اللہ کے خلاف ہین - اور نہ فطرۃ اللہ اور مشاہدہ کے خلاف -

پھر کیونکر ان کو تسلیم نہ کیا جائے اس کے سوا جس قدر معانی کیے جاتے ہین وہ سب نص قرآنی کے برخلاف ہین -

چوتھی فصل

مسیح کی وفات پر دیگر اشخاص کی شہادت

(۱) شہادت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ - وہ اپنی کتاب طبقات جلد ثانی بصفحہ ۴۴ لکھتے ہین -

وکان یقول ان علی ابن ابی طالب رفع کما رفع عیسٰی علیہ السلام وسینزل کما ینزل عیسٰی علیہ السلام

یعنے وہ کہتے تھے کہ علی ابن ابی طالب بھی اُسی طرح اُٹھائے گئے - جس طرح عیسے علیہ السلام اُٹھائے گئے - اس سے ظاہر ہے جیسے علی کرم اللہ وجہہ اس جہان سے وفات پاکر اُٹھائے گئے ہین - اُسی طرح حضرت عیسے بھی طبعی موت کے بعد آسمان پر گئے -

(۲) شہادت مستدرک بہ حاشیہ جلالین مع کمالین - مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰ -

جس مین لکھا ہے -

عن ابن عمر ان عیسٰی عاش مائۃ وعشرین سنۃ کذا فی الاصابتہ -

ابن عمر سے روایت ہے - کہ عیسٰے علیہ السلام ایکسوبیس ۱۲۰ برس تک زندہ رہے -

(۳) شہادت ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ - جو حاشیہ جلالین و کمالین صفحہ ۱۰۹ - مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ہے -

وتمسک ابن حزم بظاہر الاٰیۃ وقال بموتہ -

یعنے ابن حزم نے ظاہر آیت پر تمسک پکڑا ہے - یعنے مسیح کی موت پر -

پس صاف معلوم ہوا - کہ حضرت ابن حزم صاحب بہی مسیح کی موت کے قائل ہین -

(۴) شہادت عبدالحق محدث دہلوی - یہ بزرگ اپنی کتاب - ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ کے صفحہ ۴۹ مین لکہتے ہین

وعاش عیسیٰ علیہ السلام خمس وعشرین سنۃ ومائۃ -

یعنے حضرت عیسے علیہ السلام ۱۲۵ برس تک زندہ رہے -

(۵) شہادت علامہ قسطلانی - جنہون نے مواہب لدنیہ - جلد اول کے صفحہ ۴۲ مین لکہا ہے -

عن عائشۃ انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبرائیل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنہ ولا ارانی الا ذاہبا علی راس

الستين انتهى مخلصا وروى ابو يعلى عن
فاطمة مرفوعًا ان عيسى بن مريم مكث فى
بنى اسرائيل اربعين سنة فهذا انما يوئد
ذالك ولا يرد عليه قوله تعالى فى
حق عيسى وجعلنى نبيا لان معناه جعلنى
مبارك كائنا ما بالخير ه۔

یعنے عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے۔ اُس مرض مین۔ جس مرض مین وہ بالآخر
فوت ہوے۔
فاطمہ کو فرمایا۔ کہ جبرئیل ہر سال قرآن شریف کا ایک دفعہ
میرے ساتھہ مقابلہ کرتا تہا۔ اور اس سال دو دفعہ
کیا ہے۔
اور جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ جس قدر پہلے
نبی ہوئے ہین ہر ایک اپنے ماقبل سے نصف عمر پاتا رہا
اور یہی مجھے خبر دی ہے کہ عیسے ابن مریم ایک سو بیس ۱۲۰ برس
زندہ رہے ہے۔
اور مین خیال کرتا ہون کہ ساٹھہ سال کے سر پر مین بہی
جانے والا ہون۔
اور ابو یعلے نے فاطمہ سے مرفوعًا روایت کی ہے عیسے
علیہ السلام چالیس سال بنی اسرائیل مین رہے۔ اور یہ بات
اوسکی تائید ہے۔ جو اللہ تعالے نے فرمایا مطابق

قول عیسے کے وجعلنی مبارکا اینما کنت سے معنے یہ ہین جہان کہین مین ہونگا لوگون کو نفع پہونچایا کرونگا۔

(۶) شہادت خواجہ محمد پارسا جنہون نے حدیث۔ لوکان عیسے وموسے حیین لما وسعہما الا التباعی کی تصدیق اپنی کتاب مین کی ہے۔

(۷) شہادت حضرت فاطمہ۔
جنہون نے مسیح کی حیات ایک سو پچیس ۱۲۵ سال بیان کی ہی دیکہو طبرانی۔

(۸) شہادت علامہ زرقانی مالکی۔
جنہون نے شرح مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہتی۔
دیکہو جلد اول صفحہ ۴۲ ۔

(۹) شہادت میبذی۔
میبذی در شرح دیوان آوردہ کہ روح عیسے علیہ السلام در مہدی موعود علیہ السلام بروز کند ونزول عیسے ازین بروز است
دیکہو غائت المقصود صفحہ ۲۱ ۔

(۱۰) علاوہ ازین اور بہی کثرت سے بزرگان دین متفق ہین کہ عیسے علیہ السلام مانند اور انبیا کے طبعی موت سے مرکر دفن کیے گئے ہین۔ بجسم عنصری آسمان پر جانا خلاف قانون قدرت ہے

والسلام علے من اتبع الہدے

الراقم خاکسار احمد کبیر۔ نور محمد اسلام آبادی ابن محمد درسات اللہ دارہ عنہ مقیم۔ شوجین (لوربرما)

فصل پانچوین

نمونہ

(خاتمہ رپورٹ)

جن ملا مولویون کو بار بار سمجھایا گیا ہے۔ باوجود اس کے میری تکفیر کے لئے کمر باندھتے ہین۔ اُن لوگون کے نام نیچے درج کئے جاتے ہین۔

مولوی علی رضا۔
مقیم نئی بستی موالمین۔

مولوی خادم علی اسلام آبادی
مقیم منگان - موالمین

میان عبد الرحمن اسلام آبادی
مقیم منگان - موالمین

میان جی خلیل الرحمن اسلام آبادی
مقیم مرتابان۔ موالمین

میان عبید اللہ اسلام آبادی
مقیم۔ منگان موالمین

میان جی عنایت اللہ اسلام آبادی
مقیم بیلوجنگ موالمین

میان عبدالصمد حسن وہپی مقام شوجین - پیش امام	مولوی احمد علی پنجابی مقیم تنگو بین
میان عبدالباری چوبجن - مولمین	صوبدار میان ابراہیم ملٹری پولیس - تاٹن

میان عبدالستار
میر سرائے
مولمین

وغیرہ - صاحبان جو کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتے ہین -
یہ یاد رہے کہ معمولی مباحثین آپ لوگون سے بہت ہو چکی ہین -
اور عیسےٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت
پہونچ گئی - پھر بھی انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے -
(اگر آپ صاحبان کو اسلام کا سچا دعوےٰ ہے تو فضولیون سے باز آجائین
یا معاشر المسلمین - تمہین مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا دن
ہے
اُن پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا

عقیدہ بنالو۔
چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جنکی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا باوجود وفات یافتہ نہونے کے پھر وفات یافتہ نبیون کی روحون مین جو ایک رنگ سے بہشت مین داخل ہو چکے۔
داخل ہو جانا وغیرہ یہ تمام باتین ایسی تھین کہ درحقیقت سچے مذہب کے لیئے ایک داغ تھا اور نیز مدت دراز سے مغربی مخلوق پرستون کا موحد مین اہل اسلام کے ذمہ ایک قرضہ چلا آتا تھا۔
اور نادان مسلمانون نے بھی اس قرضہ کا اقرار کر کے اپنے ذمہ ایک بڑی سودی رقم عیسائیون کی بڑہا دی تھی جس کی وجہہ سے کئی لاکہہ مسلمان اس ملک ہند مین ارتداد کا جامہ پہنکر عیسائیون کے ہاتہہ گرو پڑ گئے تھے۔ اور کوئی صورت ادائے قرض کی نظر نہ آتی تھی جب عیسائی کہا کرتے تھے۔ کہ
دیکھا یسوع مسیح۔ آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا۔ بڑی طاقت دکھلائی۔
کیونکہ خدا جو تھا۔
یعنے خدا کا بیٹا تھا۔
مگر تمھارا نبی تو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ تک بھی پرواز کر کے نہ جا سکا غار ثور مین ہی تین دن تک چھپا رہا۔ آخر بڑی مشکل سے مدینہ تک پہونچا۔
اور پھر بھی عمر نے وفا نہ کی دس برس کے بعد فوت ہو گیا۔

اور اب وہ قبر مین یعنے زیر زمین ہے۔ مگر یسوع مسیح زندہ آسمان پر ہے۔

اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اور وہی دوبارہ آسمان سے اُتر کر دنیا کا انصاف کرے گا۔

ہر ایک جو اُسکو خدا نہین جانتا وہ پکڑا جائے گا۔ اور آگ مین ڈالا جائے گا۔

اسکا جواب مسلمانونکو کچھ بھی نہین آتا تھا۔ نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے۔

اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔

آسمان پر چڑھنے کا سارا بھانڈا بھوٹ گیا۔

اول تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی طبی کتابین جنکو زمانہ قدیم مین رومیون یونانیون۔ مجوسیون۔ عیسائیون۔ اور سب کے بعد مسلمانون نے بھی انکا ترجمہ کیا تھا۔ پیدا ہو گئین۔

جنمین ایک نسخہ مرہم عیسےٰ کا لکھا ہے۔ اور ان کتابون مین بیان کیا گیا ہے۔

کہ یہ مرہم حضرت عیسےٰ کے صلیبی زخمون کے لیے بنائے گئے تھے۔

ازان بعد کشمیر مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر بھی ثابت ہو گئی۔

پھر بعد اسکے عربی۔ اور فارسی مین پرانی کتابین پیدا ہو گئین۔

جو بعض ان مین سے ہزار برس کی تصنیف ہین۔ اور حضرت عیسےٰ کی وفات کی گواہی دیتی۔ اور قبر اُن کی کشمیر مین بتلاتی ہین جنکی تصدیق قرآن شریف

بڑے زور و شور سے کر رہا ہے۔

وهو هذا ۔ وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين ط

یعنے خدا ے تعالیٰ فرماتا ہے۔

ہمنے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسے اور اسکی ماں

کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہہ دی ۔ جو بڑے آرام کی جگہہ ۔ اور پانی خوش گوار

تھا ۔

یعنے خطہ کشمیر ۔

اب آگے آپ لوگون کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو سمجھ سکتے ہین ۔

آوی کا لفظ اسی موقعہ پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے

بچا کے پناہ دیجاتی ہے

یہی محاورہ تمام قرآن شریف مین اور تمام اقوال عرب مین اور احادیث

مین موجود ہے ۔

اور خدا ے تعالےٰ کے کلام سے یہہ بھی ثابت شدہ ہے

کہ مریم کے بیٹے عیسے علیہ السلام کو اپنی تمام عمر مین صرف صلیب

ہی کی مصیبت پیش آئی تھی ۔

اور حدیث سے ثابت ہے

مریم کو تمام عمر مین اسی واقعہ سے سخت غم پہونچا تھا ۔

پس ماں بیٹے دونون کو خدا ے تعالےٰ نے اس آفت سے

نجات دے کر اُس موذی ملک سے کسی دوسرے ملک مین

پہونچا دیا تھا ۔

جہان پانی صاف چشمے بہتے تھے اور اونچا ٹیلہ تھا ۔

اب خوب ثابت ہوا۔ کہ کشمیر ہی مین ہے۔
کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔
کہ آسمان پر بھی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے۔
اے مسلمانان آج تمھین ناز کیا چاہیئے۔
جو کہ ایام دراز سے دین پر داغ پڑ گیا تھا۔ اب اُس داغ کا نشان تک نہ رہا۔

وباللہ التوفیق

دُعا

اے خدا اے مالکِ ارض و سما
اے پناہِ حضرت خود در ہر بلا

اے رحیم و دستگیر و رہنما
اے کہ در دستِ تو فضل است و قضا

سخت شوری او فتاد اندر زمین
رحم کن بر خلق اے جان آفرین

امر فیصل از جنابِ خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا

اے میرے مولا۔ اے میرے پاک پروردگار تو میری اِس ناچیز خدمت کو قبول فرما۔
اور مسلمانون کو اِس کے ذریعے سے ہدایت بخش تاکہ وہ تیرے مرسل اور فرستادہ کو پہچان لین۔ اور۔ من لم یعرف امام زمانہ

ذمانه فقد مات میتة الجاهلیة سے کے وعید سے

بچ جائیں۔

قصیدہ مدحیہ

در شان مسیح دوران امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ السلام

ہادیٔ راہِ ہدایت واقف راہِ خدا — خادمِ دین محمد مہدی صدق وصفا

مردہ جانان را مسیحا بیکسان را مہربان — کور چشمان را چراغے گمرہان را رہنما

دشمنان را تیغ بران حاسدان را تیغ تیز — دوستان را داروے جان بخش جان من فدا

کشتگان را جان جانی مخلصان را راحتے — واصلان را نور جان عشاق را فضل خدا

تشنگان را آبِ شیرین گرسنہ را لذتے — مُردگان را زندگانی ہم مریضان را شفا

بے پسر را دلنواز بے پدر را جان نواز — بیوگان را مہربان محتاج را حاجت روا

آنکہ را تو مہربانی حق بر و شد مہربان — وان کہ را از در براندی راندہ شد از کبریا

ہرکہ از تو می گریزد حق بر او نفرین کنان
مہبط روح الامین شد درگہ تو اے امین
زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفےٰ
زندگی دادی ہمہ اقطاب را ابدال را
زین سبب کردند نام تو مسیحائے زمان
السلام اے مہدئے موعود الحق آمدی
خیز از بھر شفاعت ما گنہگاران وقت

ہرکہ بر تو جان دہد یابد حیاتے از خدا
خاک پایت توتیا شد بھر ہر شاہ و گدا
زندہ کردی نور قرآن بلکہ جملہ انبیا
مرحبا اے سید کونین جان بر تو فدا
مرحبا صل علےٰ صل علےٰ صل علیٰ
والصلوٰۃ اے ہادئے کونین بر تو دائما
دست در دستِ محمدؐ دادہ وقتِ دعا

اے خدا از ما رسان صد ہا درود و صد سلام
بر محمد بر غلامش نیز اصحابِ صفا

تمّت بالخیر

الراقم

احمد کبیر نور محمد اسلام آبادی ابن محمد راست اللہ

داروغہ صاحب مقیم شوجین (لوربرہما)

آپ کے کام کی بات

حضرات مصنفین نامدار و مولفین باوقار کی خدمات عالی مین التماس ہے کہ عرصہ پانچ سال سے مطبع موسوم بہ رضوانی پریس شہر کلکتہ نمبر ۵۵ - امام باڑی لین (قصائی ٹولہ) امام باڑہ جعفر چوبدار مرحوم مین چند احباب کے اصرار پر کھولا گیا ہے اس مطبع مین - عربی - فارسی - اردو - وغیرہ ہر طرح کی چھپائی کے کام نہایت عمدگی و دیانت اور کفایت کے ساتھ انجام دیے جاتے ہین اور حتی المقدور وعدے کی پابندی اور صحت کی کوشش کی جاتی ہے -

جن صاحبون کو رقعات و کتب و اشتہارات وغیرہ - رنگین یا سیاہ چھپوانا منظور ہو مندرجہ بالا پتے پر مشتہر سے بذات خاص تشریف لاکر یا بذریعہ خط و کتابت اجرت طبع وغیرہ کا تصفیہ کرین - یا نمبر ۱۳۹ کلنگا بازار اسٹریٹ دفتر قاضی مین آکر یا بذریعہ ڈاک کل امورات کو دریافت فرمائین - فوراً جواب دیا جائیگا

والتسلیم

المشتہر

احقر قاضی ابو المظفر - مولابخش - رضوان - مالک

رضوانی پریس کلکتہ